ہفت روزہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل
جلد نمبر ۹ ، شمارہ نمبر ۷
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ بننے کا آسان نسخہ

حضرت عمرو ابن عاصؓ کے عدل و انصاف کا حیرتناک واقعہ

صحابیاتؓ اور ہم

خلیفہ اوّل امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیدیں

شادی بیاہ کی ہندوانہ رسومات

قادیانی اخبار کی بندش

توجہ طلب مسئلہ

حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی اور فتنۂ قادیانیت

آپ کے مسائل

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی صاحب

قربانی کی کھالوں کا حکم

سراج الدین امجدی، شجاعت اللہ ۔۔۔۔ کراچی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان کرام کہ قربانی کے جانور کی کھالیں سیاسی جماعتوں کو دینا جائز ہے یا ناجائز؟ سیاسی جماعتوں کا غریب عوام کی فلاح و بہبود کے نام پر کھالیں جمع کرنے کا اقدام درست ہے کہ نہیں؟ نیز امسال پاکستان پیپلز پارٹی جس کی بنیاد سوشلزم معیشت پر رکھی گئی ہے بھی قربانی کی کھالیں جمع کرنے کا اعلان کر چکی ہے تو کیا پی پی پی کو قربانی کی کھالیں دی جا سکتی ہیں یا نہیں نیز لادینیت کے نام پر قائم ہونے والی مختلف تنظیموں کو قربانی کی کھالیں دینا کیسا ہے؟

ج: قربانی کی کھالوں کا حکم زکوٰۃ کا ہے۔ اس کا مستحق کو مالک بنانا ضروری ہے جو جماعتیں ان رقوم کو صحیح مصرف پر خرچ کرتی ہیں ان کو دینا صحیح ہے اور جن کے بارے میں اعتماد نہیں ان کو دینا صحیح نہیں قربانی ضائع ہوگی۔

قرض اور زکوٰۃ کا مسئلہ

طارق محمود اعوان ۔۔۔۔ اٹک

سوال نمبر۱: میں نے ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کا سوا لاکھ روپیہ کا قرض دینا ہے گھریلو استعمال میں تقریباً نو سے ساڑھے سات تولے سونا موجود ہے جو اکثر اوقات استعمال میں ہی رہتا ہے استعمال زیادہ ہونے کی وجہ سے کم ہو رہا ہے اور اس کے علاوہ گھر ہی میں نے ۱۵/۱۲ ہزار روپیہ قرضہ دینا ہے اور گھر میں میرے پاس تقریباً ہزار دو ہزار روپیہ ضرورت کے لئے پڑا رہتا ہے جو کبھی خرچ ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی پڑا رہتا ہے آیا اس صورت میں مجھ پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: کیونکہ آپ کے پاس قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر مالیت نہیں بچتی اس لئے آپ کے ذمہ زکوٰۃ نہیں۔

سوال نمبر۲: کوئی سرکاری بینک جس رقم پر زکوٰۃ کاٹتا ہے وہ زکوٰۃ آدمی کی ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: بعض اہل علم کے قول پر زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے۔

تیمم کا مسئلہ

اشفاق احمد ۔۔۔۔ کراچی

سوال: ہمارے علاقے میں گرمیوں میں پانی بہت کم آتا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ نماز کسی بھی حالت میں معاف نہیں ہے اب اگر رات کا احتلام ہو جائے تو غسل کرنے کے لئے پانی نہ ہو تو ان حالات میں نماز کیسے پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ احتلام ہونے پر جسم اور لباس دونوں ناپاک ہو جاتے ہیں مہربانی کر کے آپ میرے سوال کا جواب دیجئے۔

جواب: اگر پانی ایک میل دور ہو تو غسل کی جگہ تیمم کر کے نماز پڑھ لیں پاک کپڑا موجود ہو تو اس کو پہن لیا جائے۔

خواتین کا سر کے بال کاٹنا

نثار مقبیس ۔۔۔۔ اسلام آباد

سوال نمبر۱: خواتین کا سر کے بالوں کو اس طریقے سے کاٹنا کہ مردوں سے مشابہت ہو کیا یہ اسلام میں جائز ہے؟

جواب: حدیث میں ایسی عورتوں پر لعنت آئی ہے جو مردوں سے مشابہت کریں اور ایسے مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں۔ خواتین کا سر کے بال کاٹنا اگر اس انداز سے کہ مردوں سے مشابہت ہو جائے تو وہ مندرجہ بالا حدیث کی رو سے ملعون ہیں اور اگر مردوں سے مشابہت نہ ہو تو بغیر ضرورت کے بال کاٹنا مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے اور کسی خاص ضرورت کی بنا پر ہو تو جائز ہے۔

سوال نمبر۲: کچھ اساتذہ کرام بتلاتے ہیں کہ امہات المومنین کے بال آگے کی طرف سے کٹے ہوئے تھے اور اس زمانے میں اس طرح بال کاٹنے کا فیشن بھی تھا کیا یہ درست ہے؟

جواب: صحیح نہیں۔

قصر نماز کا مسئلہ

ضیاء الدین

میں ابھی تک اپنی ناقص عقل یا لاعلمی کی وجہ سے سفر میں نماز قصر کرنے کے مسئلہ کو نہ سمجھ سکا۔ میرا استدلال یہ تھا کہ اگر وقت ہو تو سفر میں قصر کیوں کی جائے مزید براں سفر کی سہولتیں ایئر کنڈیشنڈ طیاروں اور گاڑیوں میں سفر کرنے کے بعد بھی انسان قصر کیوں کرے میں نے اس حکم کو اختیاری سمجھا۔

لیکن اب میں نے پڑھا ہے کہ قصر نہ کرنا گناہ ہے میرا مسئلہ کچھ اس طرح ہے کہ ملازمت کے سلسلہ میں میری تعیناتی ٹھٹھہ ہے۔ گھر والے اور بچے کراچی میں مقیم ہیں میرا اپنا گھر کراچی ہے نہ ٹھٹھہ میں ایک ہفتہ میں بمشکل دو دن یا دو دن ٹھٹھہ رہتا ہوں اور پھر کراچی جمعہ کو عموماً کراچی ہوتا ہوں۔

قانونی اعتبار سے میری مستقل سکونت وہیں ہوگی، جہاں بوجہ ملازمت تعیناتی ہے

اگر سفر کے فاصلے اور قیام کے ایام کو زیر غور رکھا جائے تو میں مستقل سفر میں ہوں براہ کرم میری اس مشکل کو حل کریں۔

جواب: جہاں آپ کے اہل و عیال رہائش پذیر ہیں اور وہاں ان کی رہائش مستقل ہے، یہ نہیں کہ وہاں عارضی طور پر مقیم ہوں اور وہاں سے منتقل ہونے کا ارادہ ہو وہ آپ کا اصلی وطن شمار ہوگا اور جہاں آپ کی ملازمت ہے وہ جگہ آپ کا وطن اقامت ہے اگر آپ وہاں ایک بار پندرہ دن مسلسل قیام کر لیں تو جب تک آپ کی ملازمت ہے آپ وہاں مقیم شمار ہوں گے اور جب بھی وہاں پہنچیں گے پوری نماز پڑھیں گے

ہمارے نزدیک قصر اختیاری چیز نہیں بلکہ جس طرح فجر کی دو ہی رکعتیں ہیں زیادہ پڑھنا جائز نہیں اسی طرح قصر کی بھی دو رکعتوں سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں۔

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

۲۶ تا ۳ محرم الحرام مطابق ۲۰ تا ۲۶ جولائی ۱۹۹۰ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۷

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱ — آپ کے مسائل اور ان کا حل — ۲
۲ — خاتم رسل جہاں میں کون (نظم) — ۴
۳ — قادیانی اخبار کی بندش (اداریہ) — ۵
۴ — اللہ تعالیٰ کا مقبول بننے کا طریقہ — ۹
۵ — حضرت عمر فاروق اعظمؓ — ۸
۶ — سیدنا صدیق اکبرؓ کی بیدری — ۱۰
۷ — شادی بیاہ میں ہندوانہ رسومات — ۱۲
۸ — شہد جس میں لوگوں کیلئے شفا رہے — ۱۳
۹ — حضرت عمرو ابن عاصؓ — ۱۴
۱۰ — نوجوانوں کے نام (نظم) — ۱۶
۱۱ — صحابیات اور رسم — ۱۷
۱۲ — دو شہیدؒ — ۱۹
۱۳ — زندگی ایک جہاد مسلسل — ۲۰
۱۴ — حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی — ۲۲
۱۵ — حضرت مسیحؑ کی قبر کشمیر میں نہیں — ۲۶

پرنٹر و پبلشر، عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع، سید شاہد حسن — مطبع القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت، ۱۳ ... کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر ۷۷۱۱۹۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 71-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۹۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

خاتم رسل جہاں ہیں کون؟

راکب اسراء بازم کسریٰ داعی انس و جاں ہیں کون
صاحب بشریٰ شافع اُخریٰ ہادی اہل زماں ہیں کون
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجود اعظم نازشِ آدم جاذب این و آں ہیں کون
احمد اکرم تابش عالم صاحب حلقِ[1] جناں ہیں کون
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

منبع فیضاں مہبط قرآں جہاں کے ضوافشاں ہیں کون
مرجع نیکاں معدن عرفاں یہاں کی رُوح رواں ہیں کون
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

رافع درجت ساقی اُمت سائد کون و مکاں ہیں کون
نافع خلقت ماحی ظلمت[2] سائد خورد و کلاں ہیں کون
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اجمل و انور افضل و افسر عالم سرِّ نہاں ہیں کون
اکمل و ازہر احسن و اظہر خاتم رُسل جہاں ہیں کون
محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لہ : یہ اشارہ ہے ارشاد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) انا اول من تیحرک حلق الجنہ کی طرف۔ آپ نے فرمایا کہ جنت کھلوانے کیلئے سب سے پہلے جنت کے حلقوں کو ہلاؤں گا۔ ۱۲ منہ: قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انا قائدھم
عہ فی الحدیث الشریف انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر ۱۲

قادیانی اخبار کی بندش ـــــ توجہ طلب مسئلہ

فیصل آباد سے ہمیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات جناب مولوی فقیر محمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ قادیانی اخبار الفضل کی اشاعت پر ۲ جون سے پابندی لگا دی گئی ہے اور پولیس نے اخبار کے دفاتروں سے اس حکم کی تعمیل بھی کرالی ہے۔ یہ قدم میاں نواز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر اٹھایا گیا۔ شنید ہے کہ مرکزی حکومت بھی اس سلسلہ میں صوبائی حکومت کے ساتھ تھی اس نے بھی کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی۔

اس سلسلہ میں محترم مولوی فقیر محمد صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔ یہ قادیانی اخبار مرحوم ضیاء الحق کے دور میں بند کر دیا گیا تھا نئی حکومت آنے کے بعد اس کا دوبارہ اجراء ہو گیا۔ اور اس نے قابل اعتراض مواد شائع کرنا شروع کر دیا۔ مرزا قادیانی ملعون کو مسیح موعود، مہدی، مرزا طاہر کو "خلیفۃ المسیح الرابع" اور "امام" وغیرہ نام لکھے گئے قرآن پاک کی آیات کریمہ اور احادیث تاجدار ختم نبوت امام الانبیاء آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شائع کر کے ان کی بے حرمتی کرتا رہا۔

مرزائی امت مسلمہ کے فیصلہ کے مطابق کافر ہی نہیں بلکہ مرتد اور زندیق بھی ہیں اس لیے انہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن پاک کو چھوئیں یا دیگر شعائر اللہ کے تقدس کو پامال کریں۔ بلکہ الفضل پڑھنے والے جانتے ہیں کہ وہ نہ صرف ایسا کرتے تھے بلکہ قرآن پاک میں معنوی تحریف کے بھی مرتکب ہو رہے تھے۔ جو اہل اسلام کے لیے انتہائی تکلیف دہ اور اشتعال انگیزی کا موجب تھی اور جس سے کسی وقت بھی نقض امن کا مسئلہ کھڑا ہو سکتا تھا۔

محترم مولوی فقیر محمد صاحب کی دینی غیرت، عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ محبت قلبی اور اسلامی حمیت نے جوش مارا اور وہ قادیانیوں کی اس صریحاً اسلام دشمنی کے خلاف خم ٹھونک کر میدان جہاد میں کود پڑے۔ قادیانی اخبار جو اشتعال انگیزیاں کرتا رہا اس کے نوٹس لیتے اور حکام بالا کو خطوط اور رجسٹریوں کے ذریعے متوجہ کرتے رہے بالآخر مولوی صاحب کی محنت رنگ لائی اور قادیانی اخبار الفضل کی اشاعت پر تا حکم ثانی پابندی لگا دی۔ بلاشبہ یہ مولوی فقیر محمد صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی عظیم کامیابی ہے اور ہم مولوی صاحب کو ان کی کامیاب جدوجہد پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

تاہم پنجاب حکومت نے الفضل کی اشاعت پر پابندی کا جو حکم جاری کیا ہے اس میں ابہام ہے۔ تا حکم ثانی بندش سے یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ حکم کسی وقت منسوخ بھی ہو سکتا ہے۔ حالانکہ بندش کا فیصلہ اٹل ہونا چاہیے۔

جب میاں نواز شریف صاحب مسلمان ہیں اور اسلام کے علمبردار ہیں تو انہیں اپنے فیصلہ میں کسی قسم کا ابہام ہرگز نہیں رکھنا چاہیے اور مستقل بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیے۔ ریاض فتیانہ جیسے میاں صاحب کے مشیر ہیں۔ اس کی کارگزاری اور سرگرمیوں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ انہیں میاں نواز شریف کا انتہائی قرب حاصل ہے ممکن ہے کل کلاں وہ میاں صاحب پر دباؤ ڈالیں اور اس فیصلہ کو واپس لینے پر مجبور کر دیں۔

ایک اہم توجہ طلب مسئلہ یہ بھی ہے کہ اس وقت قادیانیوں کے ربوہ سے درجن بھر رسائل و جرائد شائع ہو رہے ہیں۔ جب گزشتہ حکومت کے دور میں الفضل بند ہوا۔ تو انہوں نے ان رسائل و جرائد کو الفضل کی جگہ شائع کرنا شروع کر دیا تھا اس طرح اگر ان کے ایک درجن جرائد نکلتے تھے تو ایک درجن ہی ان کے ضمیمے شائع ہوتے تھے۔ وہ درجن بھر رسائل اور اسی قدر ضمیمے شائع کر کے قادیانی اخبار الفضل کی کمی کو پورا کر لیتے تھے۔ بلکہ شنید یہ ہے کہ قادیان ہندوستان سے ان کا بدر نامی جو اخبار نکلتا ہے۔ وہ خفیہ طریقہ سے اس کا عکس لیتے تعداد اسے شائع کر کے تقسیم بھی کرتے تھے۔ (واللہ اعلم) خاص طور پر جس اخبار میں مرزا طاہر کا نام نہاد خطبہ ہوتا تھا۔ اس کی اشاعت میں زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔

علاوہ ازیں مختلف عنوانات کے تحت ان کے پمفلٹ بھی شائع ہوتے رہے جنہیں وہ مفت میں تقسیم کرتے تھے۔ اب اخبار الفضل کی تا حکم ثانی اشاعت پر پابندی کے بعد وہ پھر اسی طریقے پر عمل پیرا ہوں گے اور ان کے ماہنامہ رسائل و جرائد جیسے "تحریک جدید"، "تشحیذ الاذہان"، "خالد"، "انصار اللہ" وغیرہ کے ضمیمے الفضل کی جگہ لے لیں گے۔

پھر قادیانیوں کا ربوہ میں جو پریس ہے اس کا نام بھی "ضیاء الاسلام" ہے۔ جب اسلامی اور قانونی طور پر قادیانی مسلمان ہی نہیں تو انہیں کس بھی طریقے یا کسی بھی انداز میں اسلام کا نام استعمال کرنا چاہیے کیا کوئی عیسائی، ہندو، سکھ، اپنے پریس کا نام ایسا رکھے گا جس میں اسلام کا نام استعمال کیا گیا ہو اور اگر رکھ لے اور اس پریس سے اسلام ہی کے خلاف لٹریچر چھپنے لگے تو کیا کوئی غیرت مند مسلمان یا کوئی اسلام کی علمبردار حکومت اسے برداشت کر سکتی ہے؟ یقیناً اس کا جواب نفی میں ہو گا۔

لہٰذا اس کہاوت کے مصداق کہ "سو سنار کی ایک لوہار کی" ہم جناب میاں نواز شریف صاحب سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ ایسا حکم جاری کریں کہ قادیانیوں کے تمام رسائل و جرائد خواہ وہ ربوہ سے شائع ہوتے ہوں یا لاہور سے یا کسی اور شہر سے ان سب کے ڈیکلریشن فوراً منسوخ کر دیں۔ اور ضیاء الاسلام پریس بحق سرکار ضبط کر لیں۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

اللہ تعالیٰ کا مقبول بننے کا آسان نسخہ

از قلم: حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہٗ۔ اٹک

انسان سے عموماً گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں گاہ بیگاہ اس کا قدم راہ راست سے لغزش کرجاتا ہے۔ اگرچہ بعض معصوم انسان ایسے بھی ہیں جن کی طرف گناہ اور نافرمانی کو رُخ ہی کرنے کی نوبت نہیں آتی۔ مگر قلیل ما ھم۔ اس لیے عمومی طور پر انسان سے خطا اور غلطی ہو ہی جاتی ہے۔ مگر وفادار غلام کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ اپنے آقا کو راضی کرنے کیلئے ہر ممکن سعی کرتا ہے۔ خداوند قدوس کی ذات رحیم اگرچہ ان رحمتی سبقت غضبی کا مظہر اتم ہے اور اس کا کرم موجب ویعفو عن کثیر ہے مگر پھر بھی اس نے مزید قرب اور ٹوٹے ہوئے تعلق کو پھر جوڑنے کے لیے اپنی رحمت سے نہایت ہی آسان اور زود اثر نسخہ اپنے کلام مجید میں ارشاد فرمایا ہے اور وہ تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ کا پڑھنا اور سُبحٰنک کے جملے سے اپنی تقصیر کا اعتراف کرکے عظمت خداوندی اور جلال کردگار کا اعتراف کرنا۔

بظاہر یہ کلمہ بہت ہی مختصر اور چھوٹا سا نظر آتا ہے۔ مگر درحقیقت اتنے عظیم اثر کو اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہے۔ جس کو زمین و آسمان کی وسعت بھی اپنے احاطہ میں نہیں لا سکتی۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کا انکار نادانی کے مترادف ہے کہ ہر بڑی سے بڑی حقیقت اور چیز سے فائدہ اٹھانے کا موقوف علیہ نہایت ہی مختصر ہوا کرتا ہے۔ ایک بڑی سے بڑی بلڈنگ، منقش عمارت کا دروازہ اس وقت کھل سکتا ہے جبکہ اس کا تالہ اس چھوٹی سی چابی کے ساتھ کھولا جائے جس کے حجم، جس کے وزن جس کی قیمت کا اس عمارت کے مقابلہ میں کوئی مقام ہی نہیں ہوتا مگر جب تک وہ چھوٹی سی حقیر اور سستی قسم والی چابی اس تالہ کو نہ کھولے گی تو اس عمارت میں داخلہ مشکل ہوگا۔ یہی حال دنیا کی ہر حقیقت کا ہے وجود عالم اور اثبات عالم صرف اس نا ہونے کا محتاج ہے۔ جس کو دو حرفوں میں یوں ادا کیا جا سکتا ہے۔ "نفی نفی اثبات"!

یہی حال تسبیح و تقدیس خداوندی کا ہے۔ یہ جملہ جو بظاہر بہت چھوٹا ہے۔ جب ایک دفعہ بھی اخلاص اور توجہ کے ساتھ زبان سے ادا کیا جائے تو غضب الٰہی کا جوش مارتا ہوا سمندر بھی ٹھہر جاتا ہے اور بندہ جو جہنم کے دروازہ پر پہنچ جانے والا تھا۔ یک جنبش رحمت خداوندی سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ آخر سو سالہ کافر جو ہی ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ لیتا ہے۔ وہ دخل الجنۃ کا مستحق ہو جاتا ہے۔

قرآن حکیم اور اس کی مبین حدیث کو دیکھئے سے معلوم ہوتا ہے کہ "تسبیح" قرب خداوندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔

الف:۔ ملائکہ نے جب استخلاف آدم علیہ السلام کے وقت اپنے دلوں میں اپنے استحقاق کا خیال کیا تو خداوند تعالیٰ نے معیار خلافت کو پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ انبئونی باسماء ھٰؤلاء ان کنتم صادقین۔ ملائکہ مقرب بارگاہ تھے۔ رازدار اور رازدان دربار الوہیت کچھ نہ کچھ تو تھے ہی۔ فوراً سمجھ گئے کہ ارشاد خداوندی صرف بغرض امتحان ہی نہیں، بلکہ رحمت الٰہی پر اب غضب اور غصہ کی وصف غالب ہے اور یہ ہونا بھی چاہئے۔ آخر وہ عباد جو دربار معبود سے مکرمون کی صفت سے موصوف تھے۔ ان کو تو سمعنا و اطعنا ہی کہہ دینا چاہئے تھا۔ استخلاف آدم علیہ السلام کی حکمت اور آنے والے واقعات پر تنقیدی یا تائیدی رائے پیش کرنا عباد کا کام نہیں ہوتا۔ بلکہ عباد کا کام تو یہ ہے کہ جب ان کا معبود اور رب یہ حکم دے أسلم تو وہ بلا سوچ و سمجھ بلا حیل و حجت یہ کہہ دیں اسلمنا لرب العٰلمین اس لیے فرشتوں نے فوراً سمجھ لیا کہ یہ سوال صرف امتحان کے لئے نہیں بلکہ اس میں ناراضگی اور عتاب کی بھی آمیزش ہے۔ شاید ہمارا جواب ہمارے آقا اور مولیٰ کو ناپسند آیا۔ اس لیے انہوں نے بجائے جواب دینے کے اپنے عجز و انکسار کو دربار الوہیت میں یوں پیش کیا۔

قالوا سبحٰنک۔ تمام لغزشوں اور کجیوں سے پاک ہونا اور پاک رہنا تیرا ہی خاصہ ہے۔ ہم لغزشوں کے شکار ہو سکتے ہیں۔ لا علم لنا الا ما علمتنا۔ بھلا ہم تیرے سوال کا جواب کیونکر دے سکتے ہیں۔ عبد کیا اور اس کا علم کیا! اگر ہم بالفرض جواب بھی دیں تو اس میں ہمارا کون سا کمال ہوگا۔ ہمارے پاس جو علم ہے وہ بھی تو آپ ہی کا عطیہ اور بخشش ہے۔ انک انت العلیم الحکیم یہ بات بلا کسی انکار اور شبہ کے درست اور صحیح ہے کہ تمام ادراکات اور علوم کا احاطہ کلی علم حضوری کے طور پر صرف تیری ہی ذات گرامی کو حاصل ہے۔ اور تیرا ہی خاصہ ہے۔ تیرے بغیر علیم کوئی نہیں۔ اگر ہم عالم بھی ہیں تو اسی علم کا ایک شمہ ہے جو تیری علم حضوری سے تیری ہی رحمت اور فضل سے حاصل ہوا ہے۔ اور اب متنبہ ہوا کہ تو حکیم بھی ہے استخلاف آدم علیہ السلام جس پر ہم نے تعریضاً اعتراض کیا تھا وہ ہماری کوتاہ اندیشی تھی۔ آدم علیہ السلام کی اولاد کا سفک دماء اور فساد فی الارض کا مرتکب ہونا جب تیرے ہاں کسی حکمت کو مستلزم اور متضمن ہے تو ہم کو بھی بسر و چشم تسلیم ہے ہم کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے! اس لیے ہماری تو توبہ۔ چنانچہ باری تعالیٰ نے ان کو اپنی رحمت سے نوازا۔

ب:۔ حضرت یونس علیہ السلام مقدس اور بزرگ انسان ہیں۔ رسول کا اور نبی کا مقام تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ہر حرکت اور سکون میں اپنے مُرسل عزاسمہٗ کے حکم کا منتظر رہے۔ وہ ایک بدیہی بات کو بھی اس وقت تک نہ کہہ دے

جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم اور رضا کا اظہار نہ ہو چکا ہو۔ حضرت یونس علیہ السلام نے بغض للہ پر عمل کرتے ہوئے قوم کو چھوڑا مگر باری تعالیٰ کو یہ صحیح اقدام بھی اس بلند ہستی سے مائل نظر آیا۔ جس سے انبیاء علیہم السلام مشرف ہوا کرتے ہیں۔ مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا۔ ظلمت میں یونس علیہ السلام کا پہنچ جانا۔ بقول شیخ سعدیؒ

قرص خورشید در سیاہی شد
یونس اندر دہان ماہی شد

یاس و قنوط کی آخری حدود میں داخل ہو چکا تھا۔ خدا کے مقدس رسول علیہ السلام نے فوراً سمجھ لیا کہ یہ واردات کہاں سے آگئیں۔ فوراً ہی دربار خداوندی میں یوں پیش ہو گئے۔

لا الہ الا انت تیرے بغیر کوئی معبود نہ پہلے تھا نہ اب ہے۔ میں اپنے اس عہد عبودیت کی اس وقت بھی تجدید کرتا ہوں۔ سبحٰنک تجھے معبود مانتا ہوں اور اپنے آپ کو عبد مانتا ہوں۔ تسبیح کامل اور سبوحیت و قدوسیت عظمیٰ کا حق تو صرف تجھ ہی کو حاصل ہے۔ میں معصوم ہوں بھی اس قدوسیت کو تو نہیں پہنچ سکتا جو تیرا خاصہ ہے۔ اس لیے رحم کی درخواست کرتا ہوں — انی کنت من الظالمین تیری بے انتہا رحمتوں کی بارش تو ہوتی رہی۔ مجھے تیرے حکم کا منتظر رہنا چاہیے تھا۔ میرا کام تو تیرے احکام پہنچانے تھے۔ منکروں پر عذاب کا نزول، یہ تو تیرے حکم کا محتاج تھا۔ اچھا اب میں اعتراف کرتا ہوں کہ کمی میری ہی طرف سے ہوئی۔ تو نے مجھ کو اس امر کا مکلف نہیں فرمایا تھا۔ فوراً رحمت خداوندی اپنے اسی معیار پر پھر آگئی۔ اور اعلان ہوا۔

" پس ہم نے ان کی درخواست کو فوراً قبول کر کے ان کو غم سے نجات دیدی اور یہ دستور ہے کہ یوں ہی ہم کو جو مانتے ہیں۔ ان کو نجات دیا کرتے ہیں "!

ج :۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام سے قیامت کے دن جب باری تعالیٰ ان مشرکوں کے سامنے پوچھیں گے۔

" کیا آپ نے ان لوگوں سے کہا تھا آپ کو اور آپ کی ماں کو خدائے واحد لاشریک کے بغیر معبود بنالیں "؟

حضرت مسیح اولوالعزم رسول ہیں۔ انداز تخاطب کو سمجھ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے سنگین مقدمہ میں شہادت کا مطالبہ ہو تو جواب دینا بھی کارے دارد۔ اس لیے جواب عرض کرنے سے پہلے عرض کریں گے۔ قال سبحانک ! اے میرے خالق و معبود ! ظاہر و باطن کو جاننے والے اللہ ! پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام عیوب، نقائص، ارادی، غیر ارادی لغزشوں، وساوس سے پاک رہنا یہ تیرا ہی خاصہ ہے۔ قدوسیت عظمیٰ، سبوحیت کاملہ کا مظہر آپ ہی کی ذات ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ماقلت لھم الا ما امرتنی بہ۔ میں تو آپ کا مامور اور حکم بردار تھا۔ میں نے تو ان سے وہی کہا جو آپ نے مجھ سے کہا۔ ظاہر ہے کہ آپ نے کب مجھ کو یہ فرمایا کہ میں معبود ہوں یا میری ماں معبود ہے۔ جب آپ نے نہیں فرمایا تو عبد کو یہ حق کب پہنچتا ہے کہ آقا کی مرضی کے بغیر کوئی بھی حکم دے۔ اور پھر وہ عبد اس حد تک سرکش ہو جائے کہ اپنے آپ کو اپنے آقا کا ہمسر ظاہر کر دے۔ حاشا وکلا یہ بات ہرگز نہیں ہوئی۔ میں نے تو ان کے سامنے اپنی عبودیت اور آپ کی ربوبیت کا اعلان کیا ہے۔ ان اعبدوا اللّٰہ، اللہ ہی کی عبادت کرو مجھے اگر کسی صفت کے ساتھ موصوف سمجھتے ہو تو یہ میرا کمال نہیں، بلکہ اُسی کا ہے۔ کیونکہ وہ ربی میرا بھی رب ہے۔ میرے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ جس کو میں رب مانتا ہوں اس کو تم بھی رب مان لو۔ اور اگر تم ذرا بھی غور کرو گے تو تم کو خود بھی اس بات پر عمل کرنا ہو گا کہ عبادت کا مستحق صرف وہی اللہ ہے اس لیے کہ وہ ربکم تمہارا بھی رب ہے۔ اگر میں نہ آتا تب بھی تم کو لازم اور ضروری تھا کہ تم اپنے رب کی عبادت کرتے اور اب تو میں بھی تم کو یہی حکم دے رہا ہوں۔ اس جواب کے بعد اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتوں کی مزید بارش فرمائیں گے۔

قرآن کریم نے اسی لیے تسبیح خداوندی کو بہت زیادہ بیان فرمایا ہے۔ یسبح للہ اور یسبح لہ ما فی السمٰوات و الارض سے سارا قرآن حکیم بھرا ہوا ہے۔ ساتھ ہی تسبیح و تقدیس کرنے کا حکم بھی فرمایا، سبحوہ بکرۃ و اصیلا، فسبح باسم ربک العظیم اور سبح اسم ربک الاعلیٰ قرآنی ارشادات اس کی اہمیت اور عظمت کی بین دلیل ہیں۔ ام العبادات نماز تو ساری کی ساری تسبیح ہی کا دوسرا نام ہے۔ نماز کی ابتدا سبحانک اللھم سے، رکوع میں سبحان ربی العظیم سے اظہار عقیدت اور عبدیت، پھر سجدہ میں غایت تذلل کے عملی اقدام کے ساتھ زبانی اعتراف تقدیس سبحان ربی الاعلیٰ کی عظمت تسبیحات کے ساتھ ہوتا ہے۔ ایک حسن العقیدہ مسلمان اگر نوافل نہ بھی ادا کرے تب بھی ۲۹۹ دفعہ نمازوں میں ۱۶۵ دفعہ بعد از نماز سبحان اللہ کے ذکر پاک سے شرف حاصل کر لیتا ہے۔ حسرت ہے اس بھائی پر جو روزانہ ایک نماز بھی نہ پڑھنے کی وجہ سے کتنی بڑی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے نماز قرب خداوندی اور مغفرت الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسبیح کے فضائل اس عظمت اور کثرت سے فرمائے ہیں کہ دوسرے اوراد و کلمات کے کم ہیں۔ جیسا کہ فرمایا صرف سبحان اللہ پڑھنے سے میزان عمل بھر جاتی ہے۔ اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہ۔ سبحان اللہ العظیم !

اسی روایت پر امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح کو ختم فرمایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک دن اپنے جاہ و جلال کے ساتھ تخت سلیمانی پر جلوہ افروز ہو کر ہوائی سفر فرما رہے تھے کہ ایک دہقان نے آپ کے اس جاہ و جلال اور عظمت و رفعت کو دیکھ کر کہا۔ سبحان اللہ ما اوتی آل داؤد (علیہ السلام) حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس امر کی جب اطلاع ہوئی تو آپ نے اس کو طلب فرمایا اور اس کو اپنے پاس بٹھا کر اس سے دریافت فرمایا کہ کیا واقعی تو نے یہ کہا ہے۔ ہاں! میں نے از راہ حسد نہیں بلکہ از راہ عظمت خداوندی یہ کلمات کہے ہیں۔ اس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا " تسبیحۃ واحدۃ خیر مما اوتی آل داؤد علیہم السلام" تیری ایک دفعہ کی تسبیح عند اللہ اس اجر و ثواب کا پیش خیمہ ہے جو ہماری سلطنت اور مملکت اور دنیاوی وجاہت سے بہتر ہے۔ بات ظاہر ہے کہ عظمت خداوندی کا اعتراف اور

باقی ص ۲۱ پر

عبیداللہ اظہر، درگئی

حضرت عمر فاروق اعظمؓ کا دورِ خلافت

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اندھیری رات میں حضرت عمرؓ کے گھر کی طرف چلا جب میں آپ کے راستے پر پہنچا تو ایک اعرابی نے میرا دامن پکڑ کر کھینچا اور بولا "عباس میرے ساتھ آؤ" میں نے جو غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ تو امیرالمومنین حضرت عمرؓ ہیں۔ وہ بھیس بدلے ہوئے تھے۔ میں ان کی طرف بڑھا، سلام کیا اور کہا "یا امیرالمومنین! کہاں کا قصد ہے؟" حضرت عمرؓ نے جواب دیا "آج رات میں عرب قبیلوں کے حالات دیکھنا چاہتا ہوں اور جائزہ لینا چاہتا ہوں کہ وہ کس حال میں ہیں؟" چنانچہ حضرت عمرؓ آگے آگے چلے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ آپ ایک ایک گھر اور ایک ایک خیمے کا چکر کاٹنے لگے۔ جب جائزہ تقریباً ختم ہو گیا تو ہم نے واپسی کا ارادہ کیا۔ اتنے میں ہم نے ایک خیمے میں ایک بوڑھی عورت کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے چاروں طرف کچھ بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ سامنے چولہے پر ایک ہانڈی چڑھی تھی اور وہ بوڑھی عورت بچوں سے کہہ رہی تھی کہ بس ابھی کھانا پک جاتا ہے پھر کھانا۔ وہاں ہم کافی دیر تک کھڑے رہے۔ حضرت عمرؓ بوڑھی عورت کو دیکھتے کبھی بچوں کو! میں نے حضرت عمرؓ سے کہا "حضرت امیرالمومنین! آپ یہاں کیوں رک گئے؟ اب تشریف لے چلیے!"

حضرت عمرؓ نے فرمایا "خدا کی قسم! میں یہاں سے اس وقت تک نہیں ہلوں گا جب تک یہ بچے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھا لیتے۔" بڑی دیر ہو گئی۔ مگر کھانا تیار نہ ہوا، ادھر بچے زور زور سے رو رہے تھے۔ بڑھیا انہیں تسلیاں دیتی جا رہی تھی "بس بیٹا! ذرا دیر اور صبر کرو ابھی کھانا تیار ہو جاتا ہے۔" حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا۔ "آؤ اس بڑھیا کے پاس چلیں۔" یہ کہہ کر حضرت عمرؓ خیمے کے اندر چلے گئے۔ میں بھی آپؓ کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ حضرت عمرؓ نے بڑھیا کو سلام کیا، بڑھیا نے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا۔ "یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟" بڑھیا بولی۔ "بھوک سے پریشان ہیں۔" اس پر حضرت عمرؓ نے کہا۔ "تو پھر ہانڈی میں جو کچھ ہے وہ کھلا کیوں نہیں دیتیں۔" بڑھیا بولی۔ "ہانڈی میں کیا ہے! چند کنکریاں ہیں کیا وہ کھلا دوں۔"!

حضرت عمرؓ آگے بڑھے انہوں نے ہانڈی کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ پانی ابل رہا ہے اور کنکریاں پک رہی ہیں۔ وہ بولے: "آخر اس کا مطلب کیا ہے؟" بڑھیا بولی "کیا کروں۔ بچوں کو بہلا رہی ہوں۔" حضرت عمرؓ نے دریافت کیا "تمہاری یہ حالت کیوں ہے؟" وہ بولی: "کیا کروں۔ نہ باپ نہ بھائی نہ شوہر اور نہ کوئی عزیز۔ پھر مجھے کون پوچھے؟" حضرت عمرؓ بولے۔ "تم نے امیرالمومنین عمر بن خطابؓ کو اپنے حالات کیوں نہ بتائے۔ وہ تمہارے لیے بیت المال سے کچھ مقرر کر دیتے۔" یہ سن کر بڑھیا نے کہا کہ خدا عمرؓ کو غارت کرے۔ خدا کی قسم اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے!"

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ کانپنے لگے مگر بڑھیا سے بڑی نرمی سے کہا۔ "عمر نے تم پر کیا ظلم کیا؟" بڑھیا بولی۔ "راعی (حاکم) کا فرض ہے کہ وہ رعایا کے حال سے باخبر رہے۔ نہ جانے اور کون میری طرح تنگدست، بچوں والا ہو اور بے یار و مددگار رہے۔ خلیفہ کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کی خبر گیری کرے اور بیت المال سے ان کے لیے حسب ضرورت رقم مقرر کرے۔" اس پر حضرت عمرؓ بولے "اچھا میں ابھی آتا ہوں۔"

عباسؓ کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ باہر نکل آئے۔ میں بھی ان کے ساتھ ساتھ چلا۔ اب رات کا آخری حصہ باقی رہ گیا تھا ہم چلے آ رہے تھے اور راستے کے کتے ہم پر بھونکتے جا رہے تھے۔ آخر کار ہم بیت المال تک پہنچ گئے۔ حضرت عمرؓ نے خود دروازہ کھولا۔ اور اندر داخل ہو گئے میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ اندر چلا گیا۔ بیت المال کے اندر پہنچ کر حضرت عمرؓ نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔ پھر انہوں نے ایک بہت بڑی آٹے کی بوری اٹھا لی اور مجھ سے کہا "عباس! اسے میرے کندھے پر رکھ دیں" میں نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ پھر فرمایا "تم یہ گھی کا برتن اور دوسرا کھانے پینے کا سامان اٹھا لو۔" میں نے اس حکم کی بھی تعمیل کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے دروازہ بند کیا اور ہم چل کھڑے ہوئے۔ آٹے کے ذرے حضرت عمرؓ کی داڑھی پر، آنکھوں پر اور پیشانی پر گرتے جا رہے تھے مگر آپ برابر چلے جا رہے تھے۔ فاصلہ کافی تھا لہٰذا آپ تھک گئے تھے۔ چنانچہ میں نے اس بوجھ کے اٹھانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہوئے کہا "یا امیرالمومنین

ضروری اعلان

جماعتی احباب متوجہ ہوں

(۱)۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو حساب کتاب اور دیگر دفتری امور کے ماہر ایک خوشنویس تعلیم یافتہ معاون خازن کی ضرورت ہے۔

(۲) دفتر مرکزیہ ملتان کو مسجد کی دیکھ بھال، مسجد کے نظام اور مرکزی دفتر کے لیے دو خادموں کی ضرورت ہے۔ جماعتی حلقے سے جو حضرات اپنی خدمات پیش کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔ ملتان شہر اور ملحقہ اضلاع کے حضرات کو ترجیح دی جائے گی۔ پتہ یہ ہے:

(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان

میرے ماں باپ آپ پر قربان! لائیے میں اسے اٹھا کے چلوں"۔ اس پر حضرت عمرؓ بولے: "خدا کی قسم قیامت کے دن تم میرے جرم اور ظلم کا بوجھ نہیں اٹھا سکو گے۔ اے عباس! جانتے ہو کہ یہ پہاڑ کا اٹھا لینا آسان ہے لیکن ظلم کا بوجھ اٹھانا بہت مشکل ہے۔ خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا اور خاص طور پر اس بڑھیا کا جو کنکریاں ابال کر اپنے بچوں کو بہلا رہی ہے اللہ کے نزدیک کیا اس سے بڑا کوئی ظلم ہو سکتا ہے؟ اے عباس! جلدی چلو کہیں ایسا نہ ہو کر روتے روتے بچے ہلکان ہو جائیں"۔

اب حضرت عمرؓ اور زیادہ تیز چلنے لگے۔ آپ تھک کر چور ہو چکے تھے کہ ہم بڑھیا کے خیمے تک پہنچ گئے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے کندھے سے آٹے کی بوری اُتار دی۔ میں نے گھی کا برتن اور دوسرا سامان رکھ دیا۔

حضرت عمرؓ آگے بڑھے۔ ہانڈی کے اندر جو کچھ تھا اسے پھینک دیا اور ہانڈی کو دھو کر اس میں گھی ڈالا۔ پھر آٹا گوندھنے لگے۔ چولہے پر جو نظر پڑی تو دیکھا کہ آگ بجھی ہوئی ہے۔ حضرت عمرؓ نے بڑھیا سے پوچھا "کیا تمہارے پاس لکڑیاں ہیں؟" وہ بولی "ہاں بیٹے ہیں وہ رہیں"۔ حضرت عمرؓ اٹھے اور لکڑیاں گیلی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ہانڈی چولہے پر رکھ کر منہ نیچا کیا اور پھونکنے لگے تاکہ لکڑیاں آگ پکڑ لیں۔ خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ چولہے سے نکلتا ہوا دھواں حضرت عمرؓ کی داڑھی کے اندر سے ہو کر گزر رہا ہے۔ آخر کار بڑی دیر کے بعد آگ سلگ گئی۔ گھی پگھلنے لگا اور کڑکڑانے لگا۔ حضرت عمرؓ ایک لکڑی لے کر دیگچی میں چلانے لگے۔

بچے برابر چیختے جا رہے تھے اور رو رہے تھے۔ آخر کار کھانا تیار ہو گیا اور بچوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ تھوڑی دیر بعد بچے کھیلتے کھیلتے سو گئے۔ اب حضرت عمرؓ بڑھیا کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے: "میں امیر المومنین کا قرابت دار ہوں ان سے تمہارا حال بیان کروں گا لہٰذا تم صبح سویرے ان کے پاس پہنچ جانا میں بھی وہاں ملوں گا۔ شاید خدا تمہارے لئے کوئی بہتری کی صورت پیدا کر دے"۔

یہ کہہ کر حضرت عمرؓ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ میں بھی ساتھ ساتھ تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے عباس! جب میں نے دیکھا کہ یہ بڑھیا کنکریاں ابال کر بچوں کو بہلا رہی ہے تو میں نے ایسا محسوس کیا کہ جیسے پہاڑ مجھ پر رکھ دیا ہو اور میری پیٹھ پر گر رہے ہوں یہاں تک کہ میں اناج لایا اور ان کے لئے کھانا پکایا۔ پھر وہ بچے خوش خوش کھیلتے کھیلتے سو گئے۔ اب میں محسوس کر رہا ہوں پہاڑ میری پیٹھ سے اُتر گئے ہیں۔"

پھر ہم دونوں حضرت عمرؓ کے گھر پہنچے میں نے بھی رات کا بقیہ حصہ وہیں گزارا جب صبح ہوئی تو وہ بڑھیا آئی۔ حضرت

باقی ص ۱۵ پر

فاروقِ اعظمؓ

سید محب الحق محشر

وہی کہ جس کی خلافت کے دورِ یکتا میں   بجا تھا دین کا ڈنکا تمام دنیا میں
وہی کہ جس نے مٹایا تھا نقشِ باطل کو   وہی کہ زیر کیا جس نے ہر مقابل کو
وہی کہ جس نے مٹایا غرورِ خود سر کو   وہی کہ جس نے گرایا تھا قصرِ قیصر کو
وہی کہ جس نے مٹایا تھا نام کسریٰ کا   پلٹ کے رکھ دیا جس نے نظام کسریٰ کا
وہی کہ جس کی فتوحات عام کا دریا   قریب و دُور آبادیوں میں جا پھیلا
وہی کہ بیٹھ کر جس نے عرب کے صحرا میں   لگا دی آگ فضائے محیطِ روما میں
وہی کہ اس کی صفت خلقِ عالم سے پوچھو   دمشق و فارس و مصر و عراق و شام سے پوچھو
وہی کہ جس کی خلافت کے عہدِ زریں میں   بنی تھی امتِ مرحوم خلدِ رنگیں میں
وہی کہ جس نے عدالت کی ابتدا بھی کی   وہی کہ جس پہ عدالت کی انتہا بھی تھی
وہی کہ بادشہ جو تھا تمام عالم کا   وہی کہ مرتبہ جس کو ملا تھا اعظمؓ کا

اسی پہ مشق ہو محشر تبرہ بازی کی
نہیں ہے حد کوئی احسان ناشناسی کی

توہینِ رسالت ﷺ کے مرتکب امیر منیار کو گرفتار کر لیا گیا

کراچی ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد انور فاروقی صاحب کی صدارت میں علماء کرام اور مجلس کے کارکنوں کا ہنگامی اجلاس ہوا جس میں پیرا گون کے آرٹ ڈائریکٹر امیر منیار کی گرفتاری پر اطمینان کا اظہار کیا۔ یاد رہے کہ انہوں نے بونسز اکمپنی کے اشتہار (پینٹ) پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی غلط جگہ پر ڈیزائن کیا تھا۔ جس پر ملک بھر میں احتجاج ہوا تھا اور اس کے خلاف ٹنڈو آدم میں مولانا محمد میاں حمادی کنوینر مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ نے ایف آئی آر کٹوائی تھی۔ جس پر تعمیل کرتے ہوئے پولیس نے اسے گرفتار کر لیا ہے۔ مولانا فاروقی اور دیگر علماء کرام نے حکومت پاکستان سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ اس جرم کے مرتکب تمام افراد کو گرفتار کیا جائے۔ اور خصوصی ٹریبونل میں مقدمہ چلایا جائے تاکہ پاکستان میں کسی کو توہین رسالت کی جرأت نہ ہو۔ شرکاء اجلاس مولانا محمد انور فاروقی، محمد انور رانا، مولانا ریاض الحق، جناب محمد امین صاحب، جناب نوشی محمد انصاری صاحب، غلام عباس خان ناشاد، سید محمد مشکور نقوی، قاری شبیر احمد، نثار احمد، اور مولانا عبدالشکور تھے۔

امیر المؤمنین خلیفۂ اول سیدنا صدیق اکبرؓ کی عیدیں

عید کا مسرت انگیز پیغام اجتماعی زندگی کا سبق دیتا ہے۔ تقریباً عید میں قومی سربلندی اور اتفاق و محبت کا درس ملتا ہے۔

کتب سیرت سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کے انوار کا انعکاس اور تاثیر محبت کا مکمل جلوہ صدیقؓ پر بدرجہ اتم ہوتا ہے۔ اس کے جملہ فیوض برکات اور کمالات کا مظہر صدیق ہوتا ہے یعنی صدیق میں اصلاح عالم، تزکیہ قلوب، سیاست مدن، تدبیر منزل، امامت اقوام کی تمام حیرت انگیز خوبیاں موجود ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آفتاب نبوت کے چھپ جانے پر ماہتاب نبوت رازدار رسالت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے قائم مقام ہو کر اسلامی لشکر میں ثابت قدمی اور صبر و استقلال کی وہ بجلی دوڑا دی کہ یہ مٹھی بھر فوج قیصر و کسریٰ کے ٹڈی دل لشکروں سے ٹکراتی ہے اور ان تمام طاغوتی طاقتوں کو تباہ کر دیتی ہے۔ اور غالب علی الکل غالب ہو کر آتی ہے۔ حالت یہ تھی کہ جب صدیقؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین نامزد ہوتے ہیں تو لشکر کی کمزوری اور چاروں طرف سے کفار کی سازشوں کے باعث تمام قدسی نفوس اور جنگ آزمودہ صحابہ لشکر اسامہ بھیجنے سے منع کرتے ہیں لیکن حضرت صدیقؓ وقت کی نزاکت اور رائے عامہ سے بے نیاز ہو کر اپنی بالغ نظری سے لشکر بھیجتا ہے اور وہ لشکر بفضل اللہ غالب اور منصور ہو کر لوٹتا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے کمالات اور خوبیوں کے دشمن بھی قائل تھے آپ اسلام لانے سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گہرے دوست تھے۔ دل کے نرم بے حد سخی اور شب باز تھے۔ جب صدیقؓ کو پتہ چلتا ہے کہ سرکار دو عالم نے اعلان نبوت فرمایا ہے تو بھاگ کر حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ دریافت کرتے ہیں کہ حضور والا نے اعلان نبوت فرمایا ہے۔ حضور غار حرا کے واقعات اور جبرائیل امین کی آمد کا تذکرہ فرماتے ہیں۔ صدیقؓ عرض کرتا ہے کہ آپ کو صادق اور امین جانا ہے تو آپ تشریح نہ فرمائیں صرف ہاں یا ناں فرمائیں اس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں میں نے اعلان نبوت کیا ہے۔ فوراً صدیق بیعت کرتا ہے اور کلمہ توحید پڑھ کر اسلام قبول کرتا ہے۔ صدیقؓ کے اسلام قبول کرنے کا تذکرہ حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما عرضت الاسلام علی احد الا کانت لہ کبوۃ وتردد ونظرۃ الا ابا بکر فانہ لم یتوقف فی قبول ایمانہ (کتاب سیرۃ الصدیق رضی اللہ عنہ از نواب صاحب شیروانی)۔

حضرت صدیقؓ کی پہلی عید

اسلام قبول کر کے صدیق بے حد خوش ہے۔ اور عشق و محبت نبوی اور حقانیت اسلام کی تبلیغ میں خوب کوشش کرتا ہے۔ ہر کسی کو دعوت اسلام دیتا ہے۔ قرآن خوانی اور صداقت و فضائل اسلام بیان کر کے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتا ہے۔ پہلے تمام دوستوں کو ترغیب دیتا ہے کہ دین اسلام کی نعمت عظمیٰ سے جلد سرفراز ہو جاؤ رات دن جوش و خروش سے دوستوں کو داخل اسلام کرانے میں ساعی و سرگرم ہے۔ حضرت عثمانؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ کو اپنی کوشش سے صداقت اسلام کا قائل کر کے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر نعمت اسلام سے سرفراز کراتا ہے۔ خاص محبت اور شوق سے قرآن خوانی کرتا ہے۔ پچھلی رات کی ترتیل و تجوید قرآن سے کفار کے کیمپ میں ہلچل پڑتی ہے۔ دلوں میں اسلام کی صداقت جاگزیں ہو جاتی ہے۔

حضرت صدیق کی قرآن خوانی سن کر کفار کو سوائے اسلام قبول کرنے کے کوئی چارہ نہیں رہتا۔ اس لیے انتقامی جذبہ کے تحت صدیق کو پوری طرح سے ستانے کے درپے ہیں لیکن صدیق کی اپنی یہ حالت ہے کہ وہ خیر خواہ انسانیت، رقیق القلب اور سلیم الفطرت ہونے کے باعث جب کسی غلام پر مسلمان ہونے کے باعث ان کے کافر آقاؤں کو بے حد سختیاں کرتے ہوئے دیکھتا تو ان کا دل کڑھتا ہے رات دن اسی فکر میں رہتے کہ ایسے غلاموں کو جن پر اسلام لانے کے باعث ظلم و ستم ہو رہے ہیں آزاد کرا دوں۔ چنانچہ صدیقؓ اسلام کے مایہ ناز اور بہترین فدائی حضرت بلالؓ، عامر بن فہیرہؓ، امیسرہؓ وغیرہ غلاموں کو زر کثیر کر ان کے ظالم اور کافر مالکوں کی گرفت سے چھڑا کر (خرید کر کے) فی سبیل اللہ آزاد کرا دیتے ہیں۔ ایسے مظلوموں کو ظالموں کے پنجے سے رہائی دلا کر صدیقؓ کی حقیقی عید ہوتی ہے۔ اکثر مفسرین کرام کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبرؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔

وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی (واللیل پ ۳۰) اس آیت کی تفسیر میں علامہ طبری یوں فرماتے ہیں: نزلت فی ابی بکر لانہ اشتری الممالیک الذین اسلموا مثل بلال و عامر بن فہیرہ و میسرہ وغیرہ۔

گویا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقی فرمایا گیا اور ان کے زیادہ متقی ہونے کی وجہ اسلام کے مایہ ناز غلاموں کو فی سبیل اللہ آزادی دلانا بتلایا۔ اس لیے اس مذکورہ بالا آیت کا کلمہ یوں موزوں ہوگا۔ ابوبکر الاتقی، وکل اتقی اکرم عند اللہ۔

فابوبکر اکرم۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا متقی ہی معزز و مکرم ہوتا ہے۔ چونکہ حضرت ابوبکر صدیق سب سے زیادہ متقی ہیں۔ اور ہر متقی کی تکریم اللہ کے ہاں منصوص ہے۔ اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تکریم مسلمہ ہے۔

(ب) **ایک اور عید**: ایک ایسا وقت آتا ہے کہ کفار رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے درپے آزار ہوتے ہیں تو صدیق اکبرؓ پہنچتا ہے۔ فوراً کافروں پر پل پڑتا ہے۔ کسی کو مارتا ہے کسی کو دھکیلتا ہے کسی کو ہٹاتا ہے اور جوش و خروش سے کہہ رہا ہے۔ اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات (ترجمہ) حیف افسوس ہے تم ایسے شخص کو مارتے ہو جو یہی کہتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ میرا رب ہے۔ اس کے علاوہ تمہارے پاس واضح دلائل بھی لایا ہے قریش غصہ میں بے خود ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر صدیق اکبرؓ پر حملہ کرتے ہیں۔ صدیقؓ کا سر پھٹ جاتا ہے۔ صدیق بے ہوش ہو جاتا ہے۔ صدیقؓ کے قبیلہ کے لوگ اسے اٹھا کر لے جاتے ہیں۔ صدیق کے منہ سے نکلتا ہے تبارک یا ذوالجلال والاکرام۔ جب صدیق کو ہوش آتا ہے۔ یہی پوچھتا ہے کہ میرے آقا کا کیا حال ہے۔ آقا کی خیریت معلوم کر کے صدیق بے حد خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے آج صدیق کی عید ہے۔ کیونکہ اس نے آقا کی زندگی بچانے میں کچھ خدمات انجام دیں۔

(ج) **صدیق اکبرؓ کی ایک اور عید**:۔ آخر سرورِ کائنات کی بہت پیاری اور اسلام کی مایۂ ناز بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو جاتا ہے۔ جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو چہیتی بیوی کی جدائی سے سخت صدمہ ہوتا ہے۔ صدیق کو بھی بے حد غم اور اضطراب ہے۔ کوشش کرتا ہے کہ آقا کے غم کی کوئی صورت تدبیر ہو۔ آخر اپنی لڑکی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو غالباً نو سال عمر کی ہیں۔ ابھی بالغ بھی نہیں ہوئی ہیں۔ حضور والا کی تسلی کے لیے رشتہ دیتا ہے آقا کے خوش ہونے پر صدیقؓ بھی بے حد خوش ہے۔ وہ پیکر اخلاص وہ فنافی الرسول صدیقؓ اس رشتہ سے حقیقی طور پر راضی ہے۔ آج صدیق خوشی سے پھولا نہیں سماتا اس کی عید ہے کہ آقا کی بے چینی دور ہوئی۔

صدیق اکبرؓ کی دوسری عید (رفاقتِ ہجرت)

ایک دن دوپہر کو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صدیق اکبرؓ کے گھر جا کر فرماتے ہیں کہ ہجرت کی اجازت مل گئی ہے اور تم کو بھی ساتھ لے چلنے کا حکم ہے۔ صدیق جو پہلے سے ہی تیاری کر رہے تھے یہ سن کر بے حد خوش ہوئے فوراً جاگ کر دو اونٹ آقا کی خدمت میں پیش کیے۔ ایک اونٹ قیمتاً اپنے لیے آقا پسند فرماتے ہیں، دوسرا اونٹ صدیق کے لیے۔ اور شام تک حضرت اسماءؓ زادِ راہ تیار کر کے باندھ دیتی ہے۔ رات کو سید الثقلین ماینطق عن الھویٰ صدیق کے پاس تشریف لاتے ہیں۔ سراپا انتظار صدیق آواز سنتے ہی اپنی پونجی ساتھ لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔ شانِ صدیق ملاحظہ کرو کہ محبوب رب العالمین جسے اللہ تعالیٰ بھی عرشِ معلیٰ پر بلانے کے لیے براق بھیج کر حضرت جبریل کو ادب و تہذیب کی تاکید کریں۔ آج صدیقؓ کے گھر جا کر صدیق کو بلاتے ہیں۔ فطوبیٰ الصدیق رضی اللہ عنہ آج کی رات صدیق کے لیے لیلۃ المعراج حقیقی اور لیلۃ الوصال ہے۔ آج صدیق کی حقیقی عید ہے۔ نبوت کو کندھے پہ اٹھا کر نور علیٰ نور کے مطالب دنیا کو سمجھاتا ہے۔ سبحان اللہ بارِ نبوت کا اٹھانا صدیق کی شان ہے اور پھر کمال احتیاط سے لے جانا اس پیکر اخلاص و عاشق صادق کا کام ہے۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی انتخاب صدیق کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ وھذا التخصیص یدل علیٰ شرف ابی بکر وفضلہ علیٰ غیرہ، اس تخصیص کے باعث حضرت ابوبکر صدیقؓ کا شرف اور فضل دوسروں پر واضح ہے۔ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین صاحب رازی نے ہجرت کے موقع پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انتخاب کی وجوہات لکھی ہیں غرض صدیق غار کے منہ پر جاتا ہے۔ پہلے غار میں خود جاتا ہے۔ اندر سے غار کو اچھی طرح سے صاف کرتا ہے۔ چادر اور پگڑی پھاڑ کر غار کے تمام رخنے بند کرتا ہے۔ اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں لے جاتا ہے۔ ایک سوراخ میں صدیق اپنے پاؤں کا انگوٹھا دے کر بند کرتا ہے۔ کسی زہریلے جانور نے صدیق کے انگوٹھے کو کاٹا۔ زہر اور درد کے باعث صدیق کو بے حد تکلیف ہوتی ہے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو صدیق کی ران پر اپنا سر مبارک رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ جاگتے ہیں۔ تکلیف کی وجہ دریافت فرماتے ہیں اور اپنا لعاب مبارک صدیق کے انگوٹھے پر لگاتے ہیں۔ درد یکسر ختم کافور ہو جاتا ہے۔ دوسرے وقت کفار غار کے منہ پر آتے ہیں۔ تو صدیق بہت پریشان ہو جاتا ہے۔ حضور والا اس سے تشفی کی وجہ دریافت کرتے ہیں۔ صدیق کہتا ہے کہ یہ بے قراری ذاتی تحفظ کیلئے قطعاً نہیں۔ محض تحفظ نبوت کے لیے ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسے بشارت دیتے ہیں اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللہ معنا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غار کے ساتھی صدیق کو بشارت دیتے ہیں کہ ہرگز خوف نہ کھا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص الخاص محبت نصرت اور حفاظت ہم دونوں کے ساتھ ہے اب مخصوص معیت کے باعث صدیقؓ بھی تمام انتہائی اعزازات کا مستحق ہو جاتا ہے۔

غار میں خلوت اور جلوت کی خاص الخاص دعاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناشر محبت کا شرف صدیقؓ کو نصیب ہوا۔ اسی غار میں بقول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق کا معزز لقب عطا ہوا۔ جس کی تعریف کتب لغت و مذہبی کتب میں یوں بیان ہوئی ہیں کتاب صافی شرح اصول کافی صفحہ ۷۰ پر صدیقؓ کی تعریف یوں لکھی ہے

الصدیق کسے گویند کہ در جمیع احکام ارد پر سند جواب گوید خطا در حکم نہ کند اصلاً یعنی عالم بجمیع احکام شرع باشد، لغت کی کتابوں میں صدیق اکبرؓ کی یوں تعریف کی گئی ہے۔

۱۔ الکثیر الصدیق۔ بڑا راست گو

۲۔ الدائم التصدیق۔ سچائی کو ہر وقت ماننے والا۔

۳۔ الذی تصدیق قولہ بالعمل۔ جس کے قول کی اس کے فعل سے تصدیق ہوتی ہو۔

غرض تین دن اور چار راتیں غار میں اور بارہ دن اور گیارہ راتیں سفر میں مدینہ طیبہ تک جانے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت صدیق اکبرؓ ہے۔ ان پر صحبت کی تاثیر اور فیضانِ نبوت کے پرتو اور انوار و انعکاس و الطاف بیکراں کی انتہا ہوئی حتیٰ کہ خلوت کی دعاؤں میں بھی صدیق کو شرفِ شمولیت حاصل ہوا یہ دن یہ راتیں صدیق اکبرؓ کی حقیقی عید تھیں۔

(ب) **ایک اور عید**: بدر کی جنگ شروع ہو رہی ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کیمپ کے لیے عریش بنایا گیا ہے مشورہ ہو رہا ہے کہ عریش کی حفاظت کسی خاص الخاص عاشق صادق اور پیکر اخلاص کے سپرد کی جائے۔ سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ تلوار لے کر عریش کی حفاظت کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ خاص الخاص دعاؤں میں شرکت کا اعزاز بھی صدیق اکبر کو حاصل ہوتا ہے۔

علی استخلاصہ لنفسہ فی تلک الحالۃ دل علی انہ علیہ السلام کان قاطعاً بان باطنہ علی وفق ظاہرہ، یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حقیقی عید تھی۔

صدیق اکبرؓ کی تیسری عید

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فنافی الرسالت پیکر صداقت راز دارِ نبوت کو خدائی تقدیر کے مطابق مومنین کا امام بنا دیا۔ صدیق کے پیچھے تمام مومنین کرام نماز پڑھ رہے ہیں قدرت اس صحیح انتخاب پر مسکرا رہی ہے۔ صدیقؓ پر اعزاز و اکرام کی بارش ہو رہی ہے جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح انتخاب کی داد مل رہی ہے۔ اسی واسطے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ما سبقکم ابوبکر بصوم ولا بصلوٰۃ ولکن بشیئٍ وقر فی قلبہ (الفاروق چوکیرہ سرگودھا)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ افاقہ جاری ہوتا ہے۔ سہارے سے مسجد نبوی میں خود حضور اقدس تشریف لاتے ہیں اور صدیق کی امامت اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ (نبوت کی جانشینی) کی کامل تصدیق کرتے ہیں۔ یہ دن بھی صدیق اکبرؓ کی حقیقی عید کا ہے اسی واسطے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابابکر اعطاک اللہ الرضوان الاکبر۔ وقال ما رضوانہ الاکبر قال ان اللہ یتجلی للخلق عامۃ ویتجلی لک خاصۃ

(سیرت الصدیق نواب صاحب شیرانی)

شادی بیاہ میں ہندوانہ رسومات

محمد اقبال حیدرآباد

شادی کی رسوم میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایات میں مخالفت صریحاً ہو رہی ہیں۔ کیا یہ محبت ہے؟ کیا یہ اطاعت ہے؟ رسومات ادا کرنے میں عورتیں بے لگام ہیں۔ رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی بات کی آپ کے فرمان کی ان کو پرواہ نہیں۔ کیا شادی دین کے تحت نہیں ہندوؤں کی رسومات کے تحت ہو رہی ہیں۔ کیا شادی کے موقع پر مذہب غائب ہو جاتا ہے۔ سنت رسول کا کوئی کام نہیں ہوتا

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کا مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصولوں کو چھوڑ کر اخلاقی پستیوں کا پیکر بن گیا ہے آپ کی تعلیمات سے اعلانیہ روگردانی کر رہا ہے دین و دنیا کی بہبود بھی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع و فرمانبرداری میں مضمر و منحصر ہے مگر جب ہم لوگ شادی بیاہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دقیانوسیت اور سنت کے مطابق شادی کرنے کو تنگ نظری سمجھیں اور ہماری ناک کٹتی ہے اور ہندوؤں کے طریقے پر شادی کرنے سے برادری میں ناک اونچی ہوتی ہے ایسی صورت میں مسلمانوں کو پریشانی کی شکایت کرنے کا کیا جواز ہے! آخرت کا جو حشر ہونے والا ہے وہ ظاہر ہے اور دنیا میں مسلمانوں کا جو حشر ہو رہا ہے وہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ تقریروں تحریروں میں اس کا خوب بیان کا کیا حق ہے کہ مسلمان تباہ ہو گئے۔

اللہ جل شانہ نے کھلے لفظوں میں ارشاد فرمایا

ترجمہ:۔ اور جو کچھ مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کی بدولت پہنچتی ہے۔ بہت سارے گناہ تو اللہ معاف فرما دیتے ہیں۔ تم زمین پر اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا کوئی حامی و مددگار نہیں (شوریٰ)

بحر و بر میں لوگوں کے اعمال کی بدولت فساد پھیل رہا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ ان کو چکھا دے شاید کہ وہ اپنے اعمال سے باز آجائیں۔

پہلی آیت کے متعلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس آیت کی تفسیر تجھے بتاتا ہوں۔ اے علیؓ! جو کچھ بھی تجھے پہنچے مرض ہو یا کسی قسم کا عذاب ہو یا دنیا کے طریقے! سنت کو چھوڑ رہی ہے بلکہ سنت کی طرف متوجہ کرنے والوں کو احمق بنایا جا رہا ہے اس ظلم عظیم کی کوئی حد ہے؟ شادی کے موقع پر جو بے ہودگی فیشن اور بے حیائی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ وہ کس کی تہذیب ہے! کیا یہ اسلامی معاشرہ کی تصویر ہے؟۔

سید آدم بنوری نے کتاب علم الہدیٰ سے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے کہ نکاح میں کچھ کام ایسے کئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور کچھ ایسے ہیں کہ کفر کا ڈر ہے۔ اور کچھ بدعت ہیں لہذا جو شخص نکاح کے بعد ایسی رسوم بجا لاتا ہے۔ اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکاح سے پہلے یہ رسمیں ادا کرتا ہے تو وہ نکاح مسلمانوں کا نکاح نہیں ہوتا۔ ایسے نکاح سے جو بیٹا پیدا ہوگا اس کی نسب صحیح نہیں ہوگی۔ اور وہ حلال زادہ شمار نہیں ہوگا۔ ان رسموں میں سے ایک رسم کنگنا باندھنے کی ہے جو صریح کفر ہے۔ یہاں تک کہ اس کا بنانے والا اور پسند کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے دوم یہ کہ جلوہ دکھاتے ہیں جو ذلت و رسوائی کی مختلف انواع پر مشتمل ہے۔ سوم یہ کہ دولہا کی ماں یا بہن یا دوسری عورتیں اسے دوپٹہ اوڑھا دیتی ہیں اور دولہن کے سر پر پگڑی باندھ دیتے ہیں۔ اس فعل کی وجہ سے وہ دونوں (دولہا و دولہن) ملعون ٹھہرتے ہیں کیونکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کی لعنت اس مرد پر جو عورتوں کی طرح بنتا ہے اور خدا کی لعنت اس عورت پر جو مردوں کی طرح بنتی ہے۔

دولہا اور دولہن کی کلائی پر کنگنا باندھنا ہندوؤں کی رسم ہے ایک ہندو قوم میں یہ رسم ہے کہ وہ تھوڑے سے سرسوں اور اسپند (حرمل) کے دانے پیلے کپڑے میں ڈال دیتے ہیں پھر اسے لپیٹ کر دولہا کی کلائی پر باندھ دیتے ہیں۔ اسے کنگنا کہتے ہیں۔ یہ ہندوؤں کا طریقہ ہے اور ہندوؤں سے مشابہت اختیار کرنا کفر یا گناہ کبیرہ ہے۔ دولہا کی کلائی پر ہار باندھنا بھی آتش پرستوں کی رسم ہے۔ ایک قوم کی یہ رسم ہے کہ وہ مٹی کے برتنوں کی گردنوں میں پھولوں کے ہار باندھتے ہیں اور صندل لگاتے ہیں۔ اس میں بھی آتش پرستوں سے مشابہت ہوتی ہے۔

جو سہرا سونے چاندی کی تاروں سے تیار کیا گیا ہو مردوں کے لئے اس کا پہننا حرام ہے۔ ہدایہ میں ہے نابالغ لڑکوں کو سونے کا زیور اور ریشمی لباس پہنانا حرام ہے۔ کیونکہ مردوں کے حق میں حرمت ثابت ہو گئی ہے اور ان کا پہننا حرام ٹھہرا تو دوسروں کو بھی پہنانا حرام ہوگا۔ جس طرح شراب ہے کہ جب اس کا پینا حرام ہے تو اس کا پلانا بھی حرام ہے

ترمذی کی ایک روایت میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے انگوٹھی بنوانے کے سلسلے میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) میں انگشتری کس چیز کی بنواؤں، فرمایا چاندی کی بنواؤ مگر اس کا وزن مثقال سے کم رہے۔ (ایک مثقال تقریباً ۴½ ماشے) انگوٹھی کے سوا مردوں کے لئے چاندی کا استعمال جائز نہیں البتہ عورتوں کے لئے سونے اور چاندی دونوں کا استعمال جائز ہے مگر سہرے میں سونے چاندی کا استعمال جائز نہیں کیونکہ ہندوؤں کی مشابہت کی وجہ سے سہرا باندھنا عورتوں کے لئے بھی ناجائز ہے اس

لئے کفار سے مشابہت کرنا حرام ہے۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ اسی قوم سے ہے۔

دولہا کے سر پر پھولوں کا ہار باندھنا اسی طرح اس کے سر پر پگڑی باندھنا بدعت ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ آتش پرستوں کی رسم ہے۔

عورتوں کے لئے مہندی لگانا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت ہے اور ان کے اسوۂ اکرم۔ بچوں اور مردوں کے لئے مکروہ ہے کبیرن اور ظہیریہ میں ہے کہ چھوٹے لڑکے کے ہاتھ پاؤں کو مہندی لگانا جائز نہیں کیونکہ یہ ایک ایسی زینت ہے جو صرف عورتوں کے لئے جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دلہن کی طرف سے دولہا کو مہندی لگانے کی رسم ناجائز اور حرام ہے لیکن مسلمان ناکارانی کرتے ہوئے دولہا کو مہندی لگاتے ہیں دولہا سو دو سو میل دور ہو پھر بھی مہندی لگانے جاتے ہیں اور ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ آج مسلمانوں کی گاڑھی کمائی کا پیسہ سب سے زیادہ رسموں میں صرف ہوتا ہے۔

وہ عورتوں کی ایجاد کردہ سرخوانہ اور شہوانہ معارف د مراسم ہیں بعض تو ایسے مراسم ہیں جو بالکل ہندوؤں سے ماخوذ ہیں اور بعض اسلامی ہیں لیکن ان کو اس قدر لغویات اور بے اعتدالیوں سے رنگ دیا گیا ہے کہ وہ بالکل اسی طرح کے تو نہیں لیکن اس کے قریب قریب ہو گئے ہیں۔ دلہن کی انگلی دودھ اور پانی سے دھو کر دولہا کو چٹاتے ہیں۔ یہ بھی آتش پرستوں کی رسم ہے۔

آتش بازی پر فضول خرچ اور گھوڑوں پر سوار ہو کر بے ضرورت گھومنا جائز نہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ان لوگوں کی طرح ست ہونا جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے۔

حضرت عروہ جہنی ودیم سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن قرط شمال ہو ایک رات حمص میں پہرہ داری رہے تھے یہ حضرت عمرؓ کی طرف سے حمص کے گورنر تھے۔ ان پاس سے ایک بارات گزری اور وہ مجمع کے آگے آگ لگائے ہوئے چل رہے تھے تو حضرت عبداللہ نے ان لوگوں کو درہ سے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ اپنی بارات چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب صبح نمودار ہوئی تو حضرت عبداللہ منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ ابو جندرہ نے حضرت امامہؓ سے نکاح کیا اور ان کے لئے مد چار کپ کھانے کا تیار کیا۔ اللہ ابو جندرہ پر رحم کرے اور امامہ پر بھی رحمت نازل فرمائے۔ اور خدا تمہاری گزشتہ رات کی دلہن اور براتیوں پر لعنت بھیجے جنہوں نے آگ روشن کر رکھی تھی اور کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کر رکھی تھی اللہ ان کے نور کو بجھا دینے والا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن قرطؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔

بے ہودہ کھیلوں کی نمائش، دیواروں پر زینت کے لئے خوبصورت ریشمی کپڑے لٹکانا، سامان لہو و لعب اور ساز باجے، راگ رنگ کا اظہار کرنا نکاح کے بعد اجنبی عورتوں کا دولہا کے پاس جا کر اس سے باتیں کرنا اور اس کی ناک اور کانوں کو ہاتھ لگانا تمام امور بدعات محرمہ ہیں۔ سلامی کے لئے جب دولہا اندر گھر میں گیا اور نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا موقع دیا تو یہ دولہا عورتوں کے درمیان بیٹھنے کی وجہ سے اور عورتیں اس کو دیکھنے کی وجہ سے سب لعنت کی مستحق ہوئیں۔ عورتوں کے بھرے مجمع میں ایک غیر محرم مرد دولہا کا آ جانا جو جوانی سے بھرپور ہے اور بہترین لباس و پوشاک پہنے ہوئے ہے کس طرح درست ہو سکتا ہے۔ خصوصاً جب کہ عورتوں کا مقصد بھی دولہا کو دیکھنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلامی کی مجلس برخاست ہونے کے بعد عورتیں بڑی بے باکی سے دولہا کی شکل و صورت پر تبصرہ کرتی رہتی ہیں۔ نامحرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنا منع ہے۔ شادی کے موقع پر عورتیں خوب بناؤ سنگھار کرتی ہیں لیکن پردے کا خیال نہیں کرتیں گویا ان کے نزدیک شریعت کا کوئی قانون خوشی کے وقت لاگو نہیں ہوتا شادی کی تقریب میں عورتوں کو پردے کا ہوش نہیں ہوتا۔ خدا جانے حیا کہاں چلی جاتی ہے۔ بناؤ سنگھار کرتی ہیں تو ماتھے پر تلک لگا کر فخر محسوس کرتی ہیں۔ یہ وہ چیز ہے جس میں شیطان نے غلو بنایا ہے، شیطان نے انڈے اور بچے دیئے ہیں۔ یہ غضب الٰہی کو بھڑکانے والی چیز ہے۔

جو نکاح لہو و لعب اور راگ رنگ کی محفلوں میں کئے جاتے ہیں ان کے صحیح ہونے میں دو طرح کا اختلاف ہے اول یہ کہ متولی فاسق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسی نے ہی یہ ساز و سامان منگوا کر گانے بجانے اور راگ رنگ کا حکم دیا ہے اور گانے بجانے والوں کو اس پر اجرت دی جاتی ہے۔ حاضرین مجلس بھی گانا بجانا سننے کی وجہ سے فاسق ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا فسق کی وجہ سے متولی

باقی صفحہ پر

قرآن و حدیث کی روشنی میں

ہدایات

اپنے تمام روحانی جسمانی اور گھریلو مسائل کا حل باہمشاورہ معلوم کریں مریض کا نام بمع والدہ کے ارسال فرمائیں جوابی لفافہ مکمل پتہ کے ساتھ خط مختصر تحریر فرمائیں

پتہ: عبد القادر قادری
ادارہ اصلاح و خدمت انسانیت
[illegible]

عبد الخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۰۳۵۵ ـــــ

شہد

جس میں لوگوں کیلئے شفا ہے

شہد کی تاریخ تقریباً دو ہزار سال پرانی ہے تمام الہامی کتابوں میں اس کا ذکر موجود ہے شہد کو عربی میں عسل سندھی میں ماکھی بنگالی میں مودھو اور انگریزی میں ہنی کہتے ہیں، انجیل میں ۲۱ بار شہد کا ذکر کیا گیا ہے۔ توریت میں حضرت سلیمانؑ کے حوالے سے کہا کہ "میرے بیٹے تو شہد کھا یہ اچھا ہے۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے" اسی طرح بائبل میں شہد کی مکھیاں پالنے کے طریقے بھی بتائے گئے ہیں قرآن پاک میں تو ایک سورۃ کا نام "النحل" یعنی شہد کی مکھی ہے۔ اسی صورت میں اللہ تعالیٰ شہد اور شہد کی مکھی کے بارے میں فرماتا ہے "تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی ہے کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور چھپروں میں چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے پھولوں کا رس چوس اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہ پر چل" ان مکھیوں کے پیٹ میں سے مختلف رنگوں کا ایک شربت نکلتا ہے جس میں لوگوں کے لئے ایک نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں" قرآن میں جنت میں شہد کی نہروں کا ذکر بھی موجود ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص ہر ماہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹا کرے اسے کوئی بڑی سے بڑی بلا بھی تکلیف نہیں دے سکتی۔

۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آپؐ حلوے اور شہد سے محبت کرتے تھے۔

۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شفا ان تین چیزوں میں ہے حجام کے نشتر میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی امت کو داغ لگانے سے روکتا ہوں۔

۴۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ شہد ہر جسمانی مرض کے لئے شفا ہے اور قرآن ہر روحانی مرض کے واسطے دوا ہے اس لئے ان دونوں شفاؤں کو تھامے رکھو۔

۵۔ ایک حدیث اس طرح سے ہے کہ ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے بھائی کو اسہال آ رہے ہیں آپؐ نے کہا شہد کھلاؤ، وہ گھر گیا اور شہد کھلایا اسی طرح تین بار ہوا چوتھی مرتبہ آپؐ نے پھر شہد کی سفارش کی اور کہا کہ تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے اور اللہ کا فرمان سچا ہے پھر شہد دیا گیا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

۶۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ سنا اور سنوت (شہد) کو نہ چھوڑو کیونکہ اس میں موت کے علاوہ ہر مرض کی دوا ہے۔

آج شہد کا استعمال پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہو گیا ہے مثلاً شکر، گڑ، مشروبات اور دودھ کے ساتھ اس کا استعمال بہت ہی فائدہ مند ہے اور طب کے میدان میں ادویات کی تیاری میں اسے بنیادی اہمیت حاصل ہے شہد سے موم، فاسفورس گوند، گندھک اور خوشبویات وغیرہ حاصل ہوتی ہیں آنکھ، ناک، کان دانت، معدے، دل، جذام اور بواسیر کے علاوہ کئی امراض کے علاج میں شہد کو کافی اہمیت حاصل ہے۔

خالص شہد کی پہچان یہ ہے کہ اس میں بہت سے پولور کی —

بعض بعض عرب خوشبو آتی ہے اور یہ قطعی کڑوا نہیں ہوتا بلکہ بہت شیریں ہوتا ہے آنکھ میں لگانے سے خوب لگتا ہے شہد میں ابس تذکرہ کے بعد اس کی بو ختم ہو جاتی ہے اس کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ شہد میں روئی تر کر کے جلائیں اگر روئی ساری جل جائے اور کوئی بھی باقی نہ رہے تو شہد خالص ہو گا۔ یا نمک کی ڈلی شہد میں رکھیں اگر شہد نمکین نہ ہو تو شہد خالص ہو گا۔

شہد کی مکھیاں ان جن پودوں سے رس چوستی ہیں ان کو "بی فلورا" (BEE FLORA) کہتے ہیں مثلاً سرسوں، سورج مکھی، سرنیفل ناشپاتی، اخروٹ، آڑو، امرود، آم، جامن وغیرہ۔ آج کل شہد مصنوعی چھتوں سے کثرت سے حاصل کیا جا رہا ہے۔

جب ایک سپاہی نے شہر کے وسط میں نصب

حضرت عیسیٰؑ کے مجسمے کی ناک کاٹ دی

حضرت عمرو ابن عاصؓ کے اسلامی عدل و انصاف کا حیرت ناک واقعہ

قیصر و کسریٰ پر فتحیاب ہونے کے بعد مسلمانوں کی فوج کے ایک حصے نے عمرو بن العاصؓ کی سپہ سالاری میں مصر کا رخ کیا اور طویل محاصرے کے بعد فاتحانہ شہر میں داخل ہو گیا۔ یہاں مسلمانوں نے معاہدے کی پابندی کرتے ہوئے اہل مصر کے ساتھ کچھ ایسا سلوک کیا کہ وہ مسلمانوں سے بے حد مانوس ہو گئے اور مسلمان یہاں اس اطمینان سے رہنے سہنے لگے جیسے وہ یہیں کے باشندے ہیں۔

مصر کے ایک چوک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک مجسمہ نصب تھا، رات کو کسی نے اس مجسمے یا بت کی ناک اڑا دی۔ چونکہ یہ بت عیسائیوں کی عقیدت کا مرکز تھا اس لیے صبح جب عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ناک اڑا ہوا بت دیکھا تو سارے شہر میں سنسنی پھیل گئی، عیسائی باشندے غول در غول آتے اور بت کی ناک اڑی ہوئی دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوتے اور واپس جا کر اپنے ہم مذہبوں میں حال بیان کرتے غرض شام تک پورے شہر کو اس افسوسناک واردات کا علم ہو گیا، اور چونکہ اس بت سے عیسائیوں کو مذہبی عقیدت تھی اس لیے خاص

کہ یہ کسی عیسائی کی حرکت تو ہو نہیں سکتی تھی اس لیے یہ کام مسلمان سپاہی کا ہی ہو سکتا تھا چنانچہ اہل شہر کی طرف سے ایک وفد حضرت عمرو بن العاصؓ کی خدمت میں فریاد لے کر پہنچا، حضرت عمرو بن العاصؓ نہایت خلق و مروت کے ساتھ پیش آئے اور نمائندہ وفد سے آنے کی وجہ دریافت کی، عیسائیوں کے وفد کے نمائندے نے کہا:

"حضور! آپ نے شہر کے ایک چوک میں خداوند یسوع مسیح کا مجسمہ رکھا دیکھا ہوگا؟"

"ہاں! دیکھا ہے کیا وہ غائب ہو گیا ہے؟" حضرت عمرو بن العاصؓ نے جواب دیا۔

"نہیں حضور وہ تو غائب نہیں ہوا لیکن رات کسی نے اس کی ناک اُڑا دی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام کسی مسلمان کا ہی ہو سکتا ہے۔"

"مجھے یہ واقعہ سُن کر افسوس ہوا، واقعی کوئی عیسائی ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔"

"آپ کا خیال درست ہے کہ یہ کام کسی مسلمان نے کیا ہوگا، کیونکہ اسلام بتوں کی پوجا کرنے کے خلاف ہے، مگر یہ بات بھی اسلامی اصولوں کے منافی ہے کہ دوسروں کے معبودوں یا بتوں کی ہتک کی جائے مجھے اس واردات سے واقعی رنج ہوا، آپ اس کی مرمت کرالیں، اس پر جو خرچ آئے گا میں دوں گا۔"

"نہیں حضور! اب اس کی مرمت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارے پاس کٹی ہوئی ناک موجود نہیں، اور اگر ہو بھی تو اسے جوڑنا ناممکن علاوہ ازیں ہماری اس توہین کا بدلہ ملنا چاہیئے۔" عیسائیوں کے نمائندے نے جواب دیا۔

"اچھا! تو پھر آپ تاوان مقرر کر دیں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ پورا کر دیا جائے گا۔" حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا۔

"حضور! ہم پیارے یسوع کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے ہیں تو آپ خیال کریں کہ اتنی بڑی مذہبی توہین کا بدلہ چند درہموں سے کیسے چکایا جا سکتا ہے، ہاں! ایک صورت ہے اگر آپ منظور فرمالیں۔"

"کہیئے وہ کون سی صورت ہے؟" حضرت عمرو بن العاصؓ نے دریافت کیا۔

عیسائی وفد کے نمائندے نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال اور پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا:

"وہ یہ کہ آپ حضرت محمدؐ کا ایسا ہی ایک بُت بنوائیں اور ہم اسی طرح ......"

"خاموش کمینو!" اس سے قبل کہ عیسائیوں کے وفد کا نمائندہ اپنی بات پوری کرے، حضرت عمرو بن العاصؓ غصے سے چیخ پڑے، ان کا ہاتھ تلوار کی طرف بڑھا، غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا، سارا جسم تھر تھرانے لگا، کوئی دوسرا ہوتا تو عیسائی نمائندے کا کٹا ہوا سر دوسرے ہی لمحے پڑا نظر آتا، مگر عالی ہمت، بہادر اور تحمل مزاج سپہ سالار غصہ پی گئے، دیر تک غصہ کے اثر سے اِدھر اُدھر ٹہلتے رہے، اُدھر عیسائی وفد کے اراکین تھر تھرا رہے تھے کہ اب کیا حکم ہوگا؟ آج انہوں نے پہلی بار اسلامی سپہ سالار کو غصے کی حالت میں دیکھا تھا، وہ حیران و ششدر کھڑے حضرت عمرو بن العاصؓ کی طرف تک رہے تھے، آخر کچھ دیر کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ نے اُن نمائندوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم لوگ سخت بد تہذیب اور گستاخ ہو، دل تو چاہتا ہے کہ تم سب کی گردنیں اُڑا دوں اور چونکہ تمہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں کہ ہم غلام اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت کرتے ہیں، ہماری اولاد کو ہمارے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے، ہمارا مال و اسباب لُوٹ لیا جائے خود ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں، یہ سب ہمیں منظور ہے مگر یہ ممکن نہیں کہ کوئی خفیف سا کلمہ بھی اپنے آقا کی شان میں سُنیں، ہمیں بہرہ ہونا منظور ہے مگر یہ ہماری برداشت سے باہر ہے کہ ہمارے کان حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی کوئی نازیبا الفاظ سُنیں، تم نے یہ نازیبا فقرہ بول کر ہم سب کا دل دُکھایا ہے، تم جانتے ہو کہ ہم لوگ بت پرست نہیں اور نہ ان کو مقدس خیال کرتے ہیں، نہ ہم بُت بناتے ہیں اور نہ پوجتے ہیں، اس بات کا ہم گمان بھی نہیں کر سکتے کہ اپنے آقا کا کوئی بُت بنایا جائے، لہٰذا تمہاری یہ درخواست لغو اور بیہودہ ہے، تم اس قابل نہیں ہو کہ تم سے بات تک کی جائے مگر اس کے باوجود میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نامعقول درخواست کے سوا کوئی اور صورت انصاف کی ہو تو پیش کرو جس سے تمہاری تسکین ہو سکے کیونکہ تم اس بُت کو مقدس خیال کرتے تھے اس لئے اس کی ناک کٹ جانے سے تم لوگوں کے دلوں کو رنج ہوا ہوگا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بُت بنا کر اس بُت کی ناک اُڑانے سے بہتر تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ تم ہم میں سے کسی ایک کی ناک کاٹ لو۔"

عیسائی وفد کے اراکین جو حیران و پریشان کھڑے کانپ رہے تھے اور ساتھ ہی اپنی بے وقوفی اور نادانی پر پچھتا رہے تھے اُن کے وفد کے نمائندے نے نہایت عاجزی سے کہا کہ:

"حضور! ہمیں افسوس ہے کہ ہماری وجہ سے آپ رنجیدہ ہوئے، واقعی ہمیں اس کا اندازہ نہیں تھا کہ آپ اپنے نبی سے اس قدر محبت کرتے ہیں ورنہ ہم ایسی گستاخانہ بات نہ کرتے، ہمیں آپ کی پیش کردہ تجویز منظور ہے ہم بُت کے بدلے ایک مسلمان کی ناک کاٹ لینے پر رضامند ہیں۔"

"درست ہے تمہاری یہ درخواست ہمیں منظور ہے تم شہر میں منادی کرا دو تاکہ لوگ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں اور سب کے سامنے یہ کام کیا جائے۔"

اس کے بعد عیسائی وفد چلا گیا۔ دوسرے دن ایک بڑے میدان میں ہزاروں شہری اکٹھے ہوئے، اسلامی سپاہ بھی موجود تھی مگر ان میں سے کسی کو خبر نہیں تھی کہ یہاں کیا ہونے والا ہے، بالآخر کچھ دیر بعد حضرت عمرو بن العاصؓ بھی گھوڑے پر سوار آ پہنچے اور عیسائی بطریق اعظم کے قریب

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
سنار اجیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲
فون نمبر : ۲۳۵۰۸۰

مخاطب ہوکر اسلامی سپاہ سے کہا :

" شاید آپ لوگوں کو معلوم نہ ہو کہ ہم لوگ کس لئے جمع ہوئے ہیں ؟ بات یہ ہے کہ پرسوں رات کسی شخص نے چوک میں رکھے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بُت کی ناک اُڑا دی ہے اس کی شکایت لے کر عیسائیوں کا ایک وفد ہمارے پاس پہنچا ، وفد کا کہنا ہے کہ یہ کام کسی عیسائی کا نہیں ہو سکتا اور یہ یقیناً کسی مسلمان نے ہی یہ کام کیا ہے اور مجھے بھی ان کی رائے سے اتفاق کرنا پڑا ہے کیونکہ درحقیقت کسی عیسائی سے ایسا کام نہیں ہو سکتا تھا اور بلاشبہ کسی مسلمان ہی کی حرکت ہے ، مسلمان اگرچہ بُت پرستی ، بتوں سے عقیدت اور بتوں کا بنانا بیچنا ممنوع اور حرام ہے مگر اسلام اس بات کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ دوسروں کے مذہب کی توہین کر کے اُن کی دلشکنی کی جائے لہٰذا فیصلہ یہ ہوا کہ وہ ہم میں سے کسی ایک کی ناک کاٹ لیں جس طرح کہ بُت کی ناک کاٹی گئی ہے اور جس آدمی کو اس مقصد کے لیے اہل شہر تجویز کریں وہ آگے آجائے "

اس کے بعد عیسائیوں کا بطریق اعظم جو قریب ہی موجود تھا ، حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آگیا ۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے کہا ، " آپ جانتے ہیں کہ میں اسلامی فوج کا سپہ سالار ہوں اور اس شہر کا حاکم وقت ہوں ، اور میں نے ہی اہل شہر کو اپنے ہاتھ سے 'امان نامہ' لکھ کر دیا ہے ۔ میری موجودگی میں کوئی بدامنی پیدا ہو یا کسی سے تکلیف پہنچے تو اس کا ذمہ دار میں ہوں ، اور چونکہ یہ واقعہ میری موجودگی میں یہاں پیش آیا ہے اور چونکہ میں حاکم شہر ہوں اس لیے میں ہی اس کا ذمہ دار ہوں جس کا نتیجہ مجھ ہی کو بھگتنا چاہیئے ، یہ تلوار حاضر ہے اسے اُٹھا کر آپ میری ناک کاٹ سکتے ہیں "

حضرت عمرو بن العاصؓ نے اتنا کہنے کے بعد تلوار میان سے نکالی ، عیسائی پادری کے ہاتھ میں دے دی ۔ لوگ حیرت زدہ ہو کر اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے کہ اتنا بڑا مجمع کامل سکوت و سکون سے عدل و انصاف کے اس پیکر مجسم کی طرف دیکھ رہا تھا جس کی نورانی پیشانی پر شرافت کا آفتاب چمک رہا تھا اس سے پیشتر کہ عیسائی پادری تلوار اٹھاتا اسلامی فوج کے افسر آگے بڑھے اور کہنے لگے :

" کیا آپ کے بدلے میں ہم میں سے کسی کی ناک نہیں کاٹی جا سکتی ؟ "

نوجوانوں کے نام

ختم نبوت کے پروانو ہوش کرو
جاگو شیر جوانو ہوش کرو
شل ہو جانے دو چوروں کے ہاتھوں کو
کیوں گھبراتے ہو دہقانو ہوش کرو
کس سے لٹتے ہو افغانو! ہوش کرو !!!!
ملک و ملت پر ہی آنچ نہ آجائے
روز و شب اٹھتے بحرانو ہوش کرو
نقب زنوں سے ہاتھ ملانا ٹھیک نہیں
عقل کے ناخن لو دربانو ہوش کرو
ملک کے دشمن غداروں کو پہچانو !!!!!
سارے اپنو اور بیگانو ہوش کرو
بھوکی ننگی رعیت کی فریاد سنو
پورا فرض کرو سلطانو ہوش کرو
کافر ہے جو دخل حدود اللہ میں دے
سب دیوانو اور فرزانو ہوش کرو
جو کچھ بو دو گے وہی کچھ کاٹو گے
جاننے والو اور انجانو ہوش کرو
ختم نبوت کے باغی سے جرم ہے پیار
شہریو جاگو اور دہقانوں ہوش کرو
کھل کے رکھ دیں گے جو اٹھایا سر مصباح
ربوے کے اے کفرستانوں ہوش کرو

خواجہ مصباح الدین
ایم اے سنڈیکے گورایہ سیالکوٹ

حضرت عمرو بن العاص سے مخاطب ہوتے ہوئے اس سب کی طرف دیکھا اور اس سے پیشتر کہ وہ افسروں کو کوئی جواب دیتے، اسلامی فوج کا سپاہی آگے بڑھنے لگا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے ان سب کو ڈانٹا اور اپنی جگہ جا بیٹھنے کا حکم دیا۔ بطریق اعظم چاہتا تھا کہ حضرت عمرو بن العاصؓ کی ناک کاٹ دے کر دیتے ہیں ایک مسلمان سپاہی گھوڑا دوڑاتے ہوئے آگے بڑھا، پھر گھوڑے سے اتر کر بطریق اعظم کے سامنے آکھڑا ہوا، اور کہنے لگا "میری ناک کاٹ لیجئے، دراصل مجرم میں ہی ہوں"۔

اس اچانک انکشاف پر اہل شہر اور زیادہ حیرت میں پڑ گئے، اس مسلمان سپاہی کے ہاتھ میں بت کی ناک کا ٹکڑا بھی تھا، عیسائی یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ یہ مسلمان انسان ہیں یا فرشتے۔ آخر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بطریق اعظم نے تلوار حضرت عمرو بن العاصؓ کو واپس دے دی اور ان سے مخاطب ہو کر کہا:

"خداوند یسوع مسیح کی قسم! دراصل تم لوگ عیسائیت کا کامل بلکہ اکمل ترین نمونہ ہو، عدل و انصاف تم پر ختم ہے۔ کیسا پاک و اطہر رہا ہوگا وہ وجود جس کے مذہب کو تم پھیلا رہے ہو کس قدر سچائی اور کس قدر نیکی کا نمونہ ہوگا وہ انسان جس کے تم پیروکار ہو۔ کاش! میں ان کے زمانے میں ہوتا تو میں ان کے پاؤں دھو دھو کر پیتا۔ حضرت عیسیٰ کے بت کی ناک کاٹ لینا اگرچہ بہت بڑی غلطی ہے مگر اس غلطی کا تم سے بدلہ لینا بھی بہت بڑا ظلم ہوگا۔ جاؤ میں بطریق اعظم کی حیثیت سے اہل شہر کی طرف سے تمہاری اس غلطی کو معاف کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تمہاری حکومت اس شہر پر تا قیامت قائم رہے"۔

بطریق اعظم کے ان الفاظ نے اہل شہر میں جان ڈال دی اور وہ خاموشی سے نعرے بلند کرنے لگے۔ بطریق اعظم نے پھر آگے بڑھ کر حضرت عمرو بن العاصؓ کے ہاتھوں کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ اس کی دیکھا دیکھی اور بھی بے شمار عیسائی مسلمان ہو گئے اور باقی عیسائی نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

بقیہ	جہیز اور رسومات

ہونے کے لائق نہ رہا، اور عاصر ین گزرنے کے لائق نہ رہیں مسلمانو! اندھیری قبر تک جانا ہے شادی بیاہ میں خدا اور رسولﷺ کا نام نہیں بھول دو۔

صحابیاتؓ (اول)

تحریر: سطوت ریحانہ

ویسے تو اس موضوع پر بہت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں اور بہت سی موٹی موٹی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور برابر لکھی جا رہی ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کی سیرت پر مکمل تبصرہ نہیں کیا جا سکا، جتنا بھی وسعت سے لکھ ڈالا جائے کم ہی ہے۔ میں یہاں کسی کو مخصوص کر کے ان کی سیرت نہیں بتلانا چاہتی بلکہ مختصراً ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے اپنے بھی حالات کا جائزہ لوں گی کہ آخر وہ کیا تھیں اور ہم کیا ہیں؟

تاریخ کے کسی بھی اوراق پر نظر ڈالیے جتنا مردوں نے کام انجام دیا ہوگا تو عورتیں بھی اس سے پیچھے نہیں رہیں۔ نبیؐ کی دعوت پر جتنی تیزی سے مردوں نے لبیک کہا عورتوں نے بھی اس سے بڑھ کر کہیں زور سے اور ہمت سے لبیک کہا۔ اسلام کو جہاں ایک طرف مردوں سے مدد ملی وہیں دوسری طرف اس سے کہیں زیادہ دوگنا اور تین گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ عورتوں سے مدد ملی۔ اگر مردوں نے اس کی راہ میں جان اور مال قربانی پیش کی، تو عورتوں نے بھی بڑھ کر حصہ لیا اور بے دریغ سب کچھ قربان کر دیا۔ جبکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو عورت بہت سی پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے مرد تو آزاد و خود مختار ہوتا ہے۔ جو چاہے کرے لیکن عورت جب تک والدین کے گھر رہتی ہے اس وقت تک اسے بیٹی کی حیثیت سے والدین کی فرمانبردار بن کر رہنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد جب ذرا بڑی ہوئی ہے، تو شوہر کے تابع ہو جاتی ہے۔ گویا کہ اس کو پورے خاندان، پوری قوم، پورے ملک و معاشرے سے ٹکر لینا پڑتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی عورتیں کسی میدان میں پیچھے نہ رہیں۔ بلکہ مردوں کے دوش بدوش ہر روپ میں اپنے آپ کو پیش کرتی رہیں۔ ذرا بھی بے ہمتی کا ثبوت نہ دیا۔

اگر یاسر بن عمارؓ اس کی راہ میں مارے گئے تو سمیہؓ بھی وہ پہلی خاتون ہیں جو اسلام کی راہ میں مر مٹنے والی تھیں۔ یاسرؓ کے ساتھ ساتھ تکلیفوں کو برداشت کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں اپنی جان بھی پیش کر دی۔ اگر آپ ابو سلمہؓ کو دیکھتی ہیں کہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور صرف اسلام کی خاطر اپنے عزیز وطن، رشتہ داروں اور خاندان کو خیرآباد کہا تو ام سلمہؓ بھی ان کے ساتھ تھیں جو اسلام کی راہ میں ہجرت کرنے والی سب سے پہلی خاتون ہیں۔ ان کو بھی جو دشواریاں راستے میں پیش آئیں ان کو بھی برداشت کیا لیکن ان کے قدم ذرا بھی نہ ڈگمگائے۔ اگر آپ بھائی حمزہؓ کو دیکھتی ہیں کہ انہوں نے غزوات میں شرکت کی اور بہت سے مشرکین کو جہنم رسید کرتے ہوئے اپنی جان بھی جان آفریں کے سپرد کر دی تو بہن صفیہؓ نے بھی خیمہ کی چوب سے ایک مشرک کا سر تن سے جدا کر دیا اور پھر مزید ان کی ہمت دیکھئے کہ اس کا سر انہیں کے گروہ میں پھینک دیا تاکہ کفار یہ سمجھیں کہ عورتوں کے کیمپ میں مرد بھی شامل ہیں۔

اچھا اب ذہن میں یہ بات بھی آنی چاہئے کہ مردوں نے تو نکل کر تیر چلایا اور سامنے آکر دشمنوں کا منہ توڑ دیا تو آپ ام عمارہؓ کو بھی دیکھ لیجئے کیا وہ غزوات میں شریک نہیں ہوئیں؟ کیوں نہیں انہوں نے بھی تیر چلائے اور برابر دوران جنگ ادھر ادھر دوڑ دھوپ کر کے زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہتیں۔ مشکیزہ اپنے جسم پر لادے ہوئے زخمیوں کو پانی پلاتیں یہ تو خیر عام سی بات تھی۔ لیکن جب بھی تیر چلانے کا وقت آیا تو تیر بھی چلائے اور دشمن کے نیزہ اتنا تیز مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ تو وہاں کے جسم پر بارہ زخم لگے پر انہوں نے اُف تک نہ کی۔ ایسی ہی جانبازا اور بہادر خواتین کے لئے نبیؐ نے دعا فرمائی۔

"اللھم اجعلھن رفقائی فی الجنۃ"

آپ حضرت خنساءؓ کی شخصیات پر نظر ڈالئے اسلام سے قبل جنہوں نے اپنے بھائی کی موت پر اتنے دردناک مرثیے لکھے کہ پورے ملک عرب کو ہلا کر رکھ دیا اور نوحہ و بین میں سب سے آگے رہیں لیکن جب اسلام نے ان کے دل میں گھر کر لیا تو وہ وقت بھی دیکھئے جبکہ جنگ قادسیہ کے موقع پر اپنے چاروں بیٹوں کو (جو دنیا کا سہارا ہوتے ہیں) للکارتی ہیں اور غیرت دلاتی ہیں حتیٰ کہ جب سب شہید ہو جاتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتی ہیں اور کہتی ہیں:

"اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اپنے فرزندوں کے قتل سے مشرف کیا۔ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ قیامت کے دن مجھے اپنے بچوں کے ساتھ اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔"

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ بھی حضرت خنساءؓ کی طرح نظر آتی ہیں ان کے بھی حالات پر کچھ نظر ڈالتے چلیں تو ٹھیک ہی ہو گا ——— ایسے وقت میں جبکہ حضرت اسماءؓ کے آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی ہوتی ہے اور دوسروں کے مدد کی ضرورت ہوتی ہے تو اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں جان دینے کی نصیحت کرتی ہیں اور اپنی پرواہ کئے بغیر بیٹے کو راہِ اللہ میں شہید ہونے کیلئے روانہ کرتی ہیں۔

۷۳ھ ہجری میں جب کہ حجاج نے مکہ کا محاصرہ کر لیا تھا تو ان کے محاصرہ ہی میں ایک دن عبداللہ بن زبیرؓ ماں کے پاس تشریف لائے ہیں اور ماں سے وہ تمام حال کہہ سنائے ہیں جو حجاج بن یوسف اور خدا کے گھر میں برپا تھی جس کی بنا پر جنگ کا آغاز ہونے والا تھا۔ اس وقت اسماءؓ کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں تھا کہ:

"بیٹے! اگر تم حق پر ہو تو مردوں کی طرح لڑ کر رتبۂ شہادت پر فائز ہو جاؤ اور کسی قسم کی ذلت برداشت نہ کرو اور اگر یہ تمہارا جھگڑا دنیا طلبی کے لیے تھا تو تم سے بُرا کوئی شخص نہیں جس نے اپنی عاقبت بھی خراب کی اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالا۔"

ایک دوسری روایت میں یوں ان کے الفاظ آتے ہیں:

"بیٹا! قتل کے خوف سے ہرگز ایسی کوئی شرط قبول نہ کرنا جس میں تم کو ذلت برداشت کرنی پڑے۔ اللہ کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کا کھا کر مر جانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کی جائے۔"

یہ نصیحت آمیز فقرے ماں کی زبان سے عبداللہ نے سن کر بولے اماں جان! میں موت سے نہیں ڈرتا ہوں بلکہ یہ خیال ہے کہ میری موت کے بعد دشمن میری لاش کا مثلہ کریں گے اور صلیب پر لٹکائیں گے جس سے آپ کو رنج ہو گا۔

بیٹے کا جواب سن کر ماں مزید نصیحت کرتی ہیں:

"بیٹے! جب بکری ذبح کر ڈالی جاتی ہے تو پھر اس کی کھال کھینچی جائے یا اس کے جسم کے ٹکڑے کئے جائیں اسے کیا پرواہ؟ تم اللہ پر بھروسہ کر کے اپنا کام کئے جاؤ کہ راہِ حق میں تلواروں سے قیمہ ہو جانا گمراہوں کی غلامی سے ہزار درجہ بہتر ہے موت کے خوف سے غلامی کی ذلت کبھی قبول نہ کرنا۔"

ماں اور بیٹے میں اس طرح کی باتیں ہوتی رہیں بیٹے کو اللہ کی راہ میں رخصت کرتے ہوئے آخری وقت اسے پیار کرنا چاہتی تھیں۔ جس کے لیے دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ اور پیار کے امڈتے ہوئے جذبات کے ساتھ گلے سے چمٹا لیا اور بے اختیار چومنے چاٹنے لگیں کہ یکایک ماں کا ہاتھ اس زرہ پر پڑ گیا جو عبداللہ بن زبیرؓ نے پہن رکھی تھی۔

حضرت اسماءؓ نے فوراً فرمایا! "بیٹے! اللہ کی راہ میں شہید ہونے کیلئے نکلے ہو اور ان عارضی چیزوں کا سہارا لیتے ہو۔"

ماں کے یہ الفاظ سن کر اطاعت گزار اور فرمانبردار بیٹے نے فوراً زرہ اتار پھینکی اور باطل کے خلاف لڑتے لڑتے جان دیدی اس کے بعد ظالم حجاج نے ان کی لاش کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جس کا ان کو اندیشہ تھا۔ لیکن اس وقت بھی صابرہ و شاکرہ ماں نے گریہ وزاری نہ کی بلکہ لٹکتی ہوئی لاش کو دیکھ کر فرمایا:

"کیا اس سوار کے اترنے کا وقت ابھی نہیں آیا؟"

حضرت اسماءؓ ہی کیا کسی بھی صحابیہ کی زندگی کا اگر اول تا آخر جائزہ لینا شروع کر دیا جائے تو اس کی زد میں کافی صفحات آ سکتے ہیں اس کے لیے کافی وقت اور کافی غور و فکر کی ضرورت ہے۔

آخر وہ بھی اسی مٹی سے بنائی گئی تھیں جس مٹی سے ہمارا جسم بنا ہوا ہے ان کا بنانے والا بھی ایک ہی مالک تھا اور ہمارا بنانے والا بھی وہی ایک مالک ہے لیکن ان میں اور ہم میں اتنا تفاوت کیوں؟ علمی میدان میں، جنگی میدان میں، دینی میدان میں، معاشرتی میدان میں غرضیکہ ہر جگہ، ہر روپ میں صحابیات پیش پیش تھیں ...... تو پھر ہم ان سے پیچھے کیوں ہیں؟ ان کو بھی اللہ نے اسلام کی دولت سے نوازا اور ہمیں بھی۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو ہمیں وہ سہولیات میسر ہیں جو شاید انہیں میسر تھیں۔ تو پھر ہم ان سے پیچھے کیوں ہیں؟

اگر ہم میں سے ہر ماں، ہر بہن، ہر بیٹی اور ہر بیوی صحابیات کی زندگی کا جائزہ لیتے ہوئے ان کے فرائض کی انجام دہی پر غور کرتے ہوئے حتی المقدور انجام دینے کی کوشش کرے تو پھر کیا ہے۔ ہر گھر گھر نظر آئے گا ہر مدرسہ مدرسہ نظر آنے لگے گا۔ اور سب سے بڑی بات انسان انسان نظر آنے لگے حیوان نہیں آج جتنی بھی برائیاں سماج میں، ملک میں، سوسائٹی میں اور خاندان میں رونما ہو رہی ہیں اس کی مجرم عورت قرار دی جاتی ہے جبکہ یوں میں تو اس کا نام سب سے نیچے اور برائیوں میں سرفہرست ہے آخر کیوں؟ آیئے اس مختصر مضمون کو پڑھ کر اس کا حل تلاش کریں ہو سکتا ہے اللہ اس کے بعد کوئی راہِ نجات پیدا کر دے۔

بقیہ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

عورت کو پہچان کر ڈر گئی۔ حضرت عمرؓ نے اسے تسلی دی اور بیت المال سے اس کا اور اس کے بچوں کا مستقل وظیفہ مقرر کر دیا۔ جو پابندی سے اسے ماہانہ ملنے لگا۔

حضرت عمر فاروقؓ رات کو بھیس بدل کر رعایا کے حالات معلوم کیا کرتے تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول تاریخ میں سنہرے حروف لکھا ہوا ہے: "کہ اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا مر جائے تو اس کا جواب دہ عمرؓ ہو گا۔"

بقیہ	جھگڑے غیرت مند مسلمان

نذیر چوک سے قادیانی انصاری کو لڈ سٹور پر بیٹھا مسلمان قادیانیت کو معمولی جھگڑا تصور کرتا تھا اس وجہ سے نذیر قادیانی سے تعلقات رکھتا تھا۔ ان ہی تعلقات کی شہہ پر نذیر قادیانی بھی دکان داخل ہو گیا ساتھ ہی ایک اور دوسرا مسلمان بھی۔ اس مسلمان نے لسی کا آرڈر دیا۔ تو دوسرا والا منکا مسیر ہو گیا۔ آخر میں مسلمان ٹائیگر نے تنگ آکر دھمکی دی کہ ہم دکان سے اٹھ جائیں گے اور جگہ سے لسی پی لیں گے۔ مگر اس ختم نبوت کے جیالے نے بڑے دھڑلے سے جواب دیا کہ بے شک جا سکتے ہو۔ مگر اس قادیانی کو ہماری دکان سے کوئی چیز نہیں مل سکتی آخر وہ تینوں دکان سے نکل گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد دونوں مسلمان دکان میں واپس آگئے اور اپنے لئے لسی کا آرڈر دیا۔ خاموشی سے پی کر روانہ ہو گئے۔ یاد رہے کہ یہ نذیر قادیانی بڑا ڈھیٹ ہے۔ کچھ مدت پہلے جناب رانا صاحب کے علم میں جب یہ بات لائی گئی تھی کہ تمہارا کرایہ دار نذیر قادیانی ہے تو رانا صاحب نے تصور پوچھے بغیر فوری طور پر ایمانی سے کہا تھا کہ تمہارا قصور یہ ہے کہ تم قادیانی ہو۔ میری دکان فوراً خالی کر دو۔ اس ڈھیٹ کو اس وقت بھی سمجھ نہ آئی کہ عباس چوک میں غیرت مند مسلمان بستے ہیں۔ عباس چوک کے قریب ہی دفتر ختم نبوت ہے۔ یہ مرزائی کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ دفتر ختم نبوت کے پاس موٹر سائیکل کھڑی کر کے اس پر سوار رہتا ہے پھر بڑے تیز انداز سے اسے سٹارٹ کر کے چلتا ہے۔ دراصل یہ کسی فساد کی نیت سے کر رہا ہے۔ ورنہ علاقہ کے ماحول اور دینی غیرت سے یہ بہت اچھی طرح آگاہ ہے۔

دو شہید رحمتہ اللہ علیہ

از: قمر حجازی اوکاڑہ

جنھوں نے دو گستاخانِ رسول کو جہنم واصل کر کے جنّت خریدلی۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ جب بھی کسی گستاخ، ملحد اور لادین شخص نے خاتم الانبیاء فخر موجودات، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بے ادبی سے زبان کھولی ہے۔ اسے عاشقان ختم نبوت نے زندہ نہ رہنے دیا۔ وہ مسیلمہ کذاب ہو یا راجپال، ہر گستاخ اپنے انجام کو پہنچا اور ہر بدبخت پر حیات تنگ ہوئی۔ خدا کی زمین نے بھی اسے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فہرست میں ایک نام غازی عبد القیوم کا بھی ہے۔

۱۹۳۴ء میں جبکہ تیسری گول میز کانفرنس جاری تھی۔ آریہ سماج حیدرآباد سندھ کے سیکرٹری نتھو رام نے ہسٹری آف اسلام کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں پیغمبر اسلام کے خلاف زہر اگلا تھا۔ مسلمانوں نے آواز احتجاج بلند کی تو حکومت نے نتھو رام پر مقدمہ چلایا۔ اور اسے معمولی جرمانہ اور ایک سال قید کی سزا سنا دی۔ جب وہ جوڈیشنل کمشنر کراچی کی عدالت میں نتھو رام کی رٹ دائر ہوئی۔ تو کمشنر نے اس کی ضمانت منظور کر لی۔

ستمبر ۱۹۳۴ء میں جب کراچی میں انگریز ججوں پر مشتمل عدالت عالیہ میں ملزم نتھو رام کی اپیل کی سماعت کی جا رہی تھی اور کمرہ عدالت قانون اور شہر کے نمائندوں سے بھرا ہوا تھا غازی عبد القیوم نے چاقو سے اس کی گردن پر وار کر کے گستاخ رسول نتھو رام کو واصل جہنم کر دیا۔ اور خود کو حوالہ پولیس کر دیا۔ غازی عبد القیوم کو سیشن جج نے سزائے موت کی سزا سنائی تو دیندار طبقہ مقدمہ کی پیروی کے لئے آیا۔ مگر اس غازی نے جواب دیا کہ میں اپنا بیان بدل کر اپنی عاقبت خراب نہ کروں گا۔ میں نے جان دے کر شہادت خریدی ہے۔ آپ یہ نعمت مجھ سے چھیننے کی کوشش نہ کریں۔ یہ مرد غازی ہزارہ کا رہنے والا تھا۔ کراچی میں وکٹوریہ گاڑی چلاتا تھا۔ جو نماز کے لئے کسی مسجد میں نماز پڑھنے گیا۔ وہاں نتھو رام کا واقعہ سنا۔ اس طرح نتھو رام اس کے ہاتھوں مارا گیا۔

غازی علم الدین نے عدالت میں جارج پنجم کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انگریز جج سے کہا کہ تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ تو میں اپنے آقا کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔

عدالت میں اشتعال، عقیدت کا ایمان اور غصے کی حالت میں نفسیاتی کیفیات پر بحث ہوئی۔ اس مقدمہ کے خلاف اپیل کے پیروکاروں نے علامہ اقبال، مولانا آزاد، مولانا ظفر علی خان اور سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو بطور گواہ طلب کرنا چاہا مگر عدالت نے درخواست مسترد کر دی۔ اور غازی عبد القیوم

باقی صفحہ ۲۶ پر

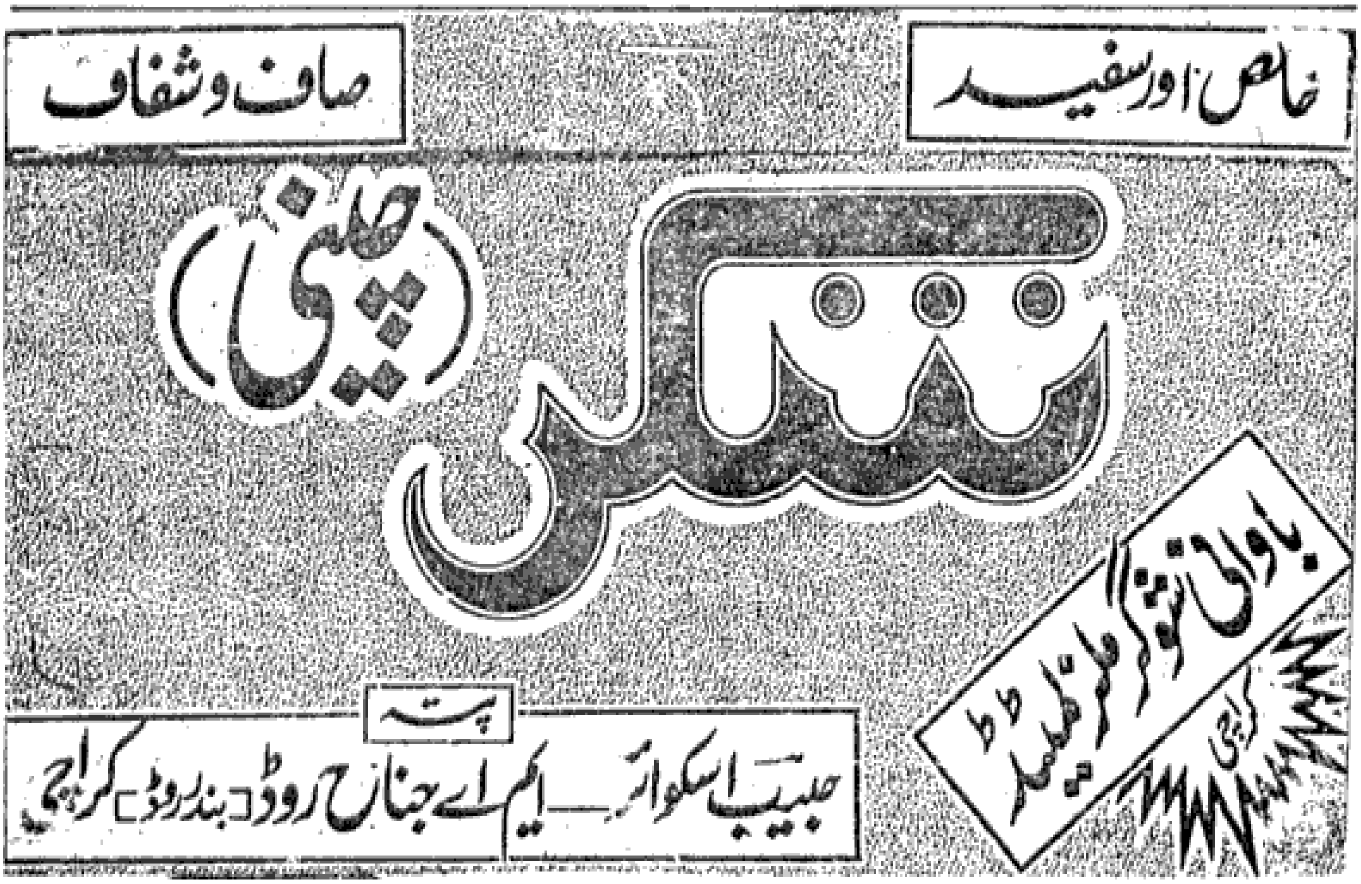

آخری قسط

زندگی ایک جہادِ مسلسل

محترم ملک احمد سرور

ایک ہندو نوجوان کا مسلمانوں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے کا واقعہ ۔ ایک تفصیلی سرگزشت

کی کیفیت سے گزر رہے جعفر نے یہ سارا واقعہ تفصیل سے بتایا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ سننے کے بعد مجھے محسوس ہونے لگا کہ ایک دن یقیناً میں بھی سچائی کو پالوں گا۔

میں میٹرک میں تھا جب جعفر علی اور عبدالغنی صاحب کے کہنے پر میں نے اسلامی کتب کا مطالعہ شروع کیا قرآن مجید کا ہندی ترجمہ موت کا منظر مرنے کے بعد کیا ہوگا قیامت کب آئے گی وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا کلمہ طیبہ کلمہ شہادت اور آیت الکرسی تو میں نے لوزبانی یاد کرلی۔

جب کوئی مشکل پیش آتی یا خوف کی فضا ہوتی تو میں دل ہی دل میں کلمہ طیبہ پڑھتا اور اللہ سے مدد مانگتا مجھے یاد ہے جس رات اسکائی لیب گرنے کا واقعہ ہونے والا تھا والدین پوجا پاٹ میں مصروف تھے اور میں دل ہی دل میں رات بھر کلمہ طیبہ پڑھتا رہا۔

جن دنوں میں اسلامی کتب اور قرآن مجید کا مطالعہ کر رہا تھا مجھے رات کو خواب میں اکثر ایک بزرگ نظر آتے بزرگ کی سفید داڑھی اور چہرے پر ایک نور ہوتا اور میں ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا خواب میں اگر میں گھبرا جاتا تو وہ مجھے تسلی دیتے اور کہتے "اے راہ حق کے مسافر! اسلام ایمان کے لئے تجھے ابھی آگ کے دریا میں سے گزرنا ہوگا ایمان کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے مشکلات میں صبر اور ہمت سے کام لوگے تو آگ کے اس دریا سے بسلامت گزر جاؤ گے۔"

بزرگوں کی باتیں اس وقت مجھ میں تاثر تھیں کہ یہ آگ کا دریا کیا ہے اور ایمان کی رسی کیا ہے لیکن بعد میں جب واقعی آگ کے دریا آئے تو ساری باتیں سمجھ میں آگئیں۔

۸۲-۱۹۸۱ء میں ضلع اعظم گڑھ میں تقریباً دس ہزار کی تعداد میں شودر مسلمان ہوئے تھے ۸۳-۱۹۸۲ء میں بھی مسلمان ہونے والے شودروں کی تعداد بہت زیادہ رہی یہ سب کچھ ہندوؤں کے تعصب اور چھوت چھات کی وجہ سے ہو رہا تھا۔

میں بھی ذہنی طور پر مسلمان ہونے کے لئے بالکل تیار تھا لیکن گھر والوں پنڈتوں اور دوسرے ہندوؤں سے ڈرتا تھا کہ وہ مجھے ماریں گے شودر جو مسلمان ہو رہے تھے ان کے تو پورے پورے خاندان اور برادریاں مسلمان ہو رہی تھیں اس لئے انہیں تو کسی قسم کا ڈر نہیں تھا جبکہ میرے ساتھ یہ معاملہ نہیں تھا گاؤں کے دوسرے افراد کے مسلمان ہونے کے کئی واقعات میرے سامنے تھے کہ مسلمان ہونے کے بعد کس طرح ان پر ظلم و تشدد ہوا۔

۱۹۷۷ء کا واقعہ ہے ایک دن میں اسکول سے واپس آ رہا تھا کہ راستے میں ایک جگہ لوگوں کا مجمع دیکھا قریب پہنچا تو پتہ چلا کہ کسی شخص کو جلا دیا گیا ہے اب وہاں صرف لکڑیوں کا دھواں اٹھ رہا تھا لیکن گاؤں میں تو کوئی ہندو نہیں مرا تھا اور یہ ہندوؤں کے جلانے کی جگہ بھی نہیں تھی یہاں کسے جلایا گیا ہے؟ میں نے وہاں کھڑے کئی افراد سے پوچھا مگر مجھے کوئی جواب نہ ملا بعد میں پتہ چلا کہ ۲۰ سالہ معصوم ارمیلا کو جلایا گیا ہے۔

ارمیلا ایک خوبصورت نوجوان اور ذہین ہندو لڑکی تھی جب وہ کالج میں پڑھتی تھی تو ایک مسلمان طالب علم عاشق علی سے اس کا رابطہ قائم ہوا۔ عاشق علی ہی کے ذریعے اس نے اسلام کا مطالعہ کیا۔ اسلامی کتب کا مطالعہ کرنے اور عاشق علی سے بحث مباحثے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچی کہ اسلام ہی صراط مستقیم اور راہ نجات ہے اس نے اسلام قبول کر لیا مگر اپنے مسلمان ہونے کو خفیہ رکھا بی اے پاس کرنے کے بعد وہ اپنے گھر میں رہ رہی تھی کہ ایک دن گھر والوں نے اسے نماز پڑھتے دیکھ لیا اس پر تشدد کا ہر طریقہ آزمایا گیا کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر دوبارہ ہندو ہو جائے ارمیلا نے سوچ سمجھ کر اسلام کو قبول کیا تھا اس لئے اس نے ہر قسم کا تشدد برداشت کیا مگر اسلام کو چھوڑنا قبول نہ کیا۔

جب گھر والے اور ہندو پنڈت مایوس ہو گئے تو اسے گاؤں سے باہر لے جایا گیا اور کرسی سے باندھ کر زندہ جلا دیا گیا وہ زندہ جل کر شہید ہو گئی اور ہندو اس قدر ظلم و تشدد کے باوجود اس کے قدم راہ حق سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا سکے وہ ایسی چٹان تھی جسے باطل اپنے سامنے نہ جھکا سکا۔

ایک اور آدمی لطیف الرحمان جو غالب پور کا رہنے والا تھا اس کا انجام بھی میرے سامنے تھا جب وہ مسلمان ہوا تو اس کے گاؤں کے ہندوؤں نے مل کر اس پر ناقابل برداشت تشدد کیا اس کے باوجود اس نے دوبارہ ہندو بننے سے انکار کر دیا تو ہندوؤں نے اس کی جبری نس بندی کر دی۔

ان کے علاوہ بھی کئی واقعات میرے سامنے تھے میں سوچا کرتا کیا مسلمان ہونے کے بعد اس تشدد سے بچ جاؤں گا اور اگر تشدد ہوا تو کیا میں اس قدر سختی برداشت کر لوں گا میں اپنے اندر آنا تشدد برداشت کر لوں گا میں اپنے اندر اتنا تشدد برداشت کرنے کی قوت نہ پاتا۔

ہمارے ہی علاقے کا ایک اور آدمی بانکے رام مسلمان ہو کر ضیاء الرحمٰن بن گیا تھا یہ اس وقت مسلمان ہوا تھا جب میں ابھی بہت چھوٹا تھا۔ ضیاء الرحمٰن صاحب آج کل سعودی عرب میں استاد ہیں

۱۹۸۲ء میں میری بھابی مایا کی چھوٹی بہن سے میری منگنی ہو گئی اس منگنی نے اب میرے مسلمان ہونے کے راستے میں ایک اور رکاوٹ کھڑی کر دی تھی پہلے میں صرف اپنے ماں باپ اور بھائیوں سے خوفزدہ تھا اب یہ خطرہ بھی پیدا ہو گیا تھا کہ

سامنے بھی مار پیٹ کے ایک طرف مار اور تشدد کا خوف تھا اور دوسری طرف اسلام قبول کرنے کے لئے دل بے قرار ہو رہا تھا۔ میں رات دن اپنے خدا کو پکارنے لگا کہ یا خدایا میری مدد کر جو راستہ تو نے دکھایا ہے اس پر چلنے کی ہمت اور توفیق دے۔

میں اس بات سے بھی خوفزدہ تھا کہ مسلمان ہو گیا تو میرے ماں باپ اور بہن بھائی سب مجھ سے چھوٹ جائیں گے جب میں نے اس کا ذکر جعفر علی سے کیا تو اس نے مجھے قرآن کی آیات سنائیں اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اے مسلمانو تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ اور اللہ کا رسولؐ اور اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ اور اہل ایمان سے دوستی رکھے گا تو اللہ کے گروہ میں سے ہے اور بلاشبہ اللہ ہی کا گروہ غالب رہنے والا ہے" (المائدہ ۵۵-۵۶)

پھر سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اے اہل ایمان اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو ان سے دوستی نہ رکھو اور جو ان سے دوستی رکھیں گے تو وہی ظالم ہیں کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ بیٹے اور بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس کے بند ہونے سے ڈرتے ہو اور وہ مکانات جن کو پسند کرتے ہو اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے تمہیں زیادہ عزیز ہوں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا"

اس کے علاوہ بھی اس نے کئی آیات اور احادیث سنائیں اور میں یہ سب کچھ سن کر حیران رہ گیا کہ کتنا مکمل دین ہے اور قرآن کتنی مکمل کتاب ہے کہ جو سوچو اس کا جواب پہلے ہی اس کتاب میں موجود ہے۔

آخر وہ دن آ پہنچا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرنے کی توفیق دی یہ بروز بدھ ۱۳ اپریل ۱۹۸۳ء کو صبح دس بجے کا وقت تھا جب میں کریم الدین پور میں جہاں پانچ چھ ہزار مسلمان رہتے ہیں مولانا رضوان احمد رضوی صاحب کے پاس پہنچ گیا اور اسلام قبول کر لیا میرا نام محمد علی رکھا گیا۔

میں نے شروع میں اپنے اسلام کو خفیہ رکھا جمعہ کا دن آیا میں مسجد میں جا کر جمعہ پڑھنا چاہتا تھا مگر یہ اتنا آسان نہیں تھا جمعہ کے دن مسجدوں کے دروازوں پر بہت بڑی تعداد میں ہندو اپنے مریضوں اور بچوں کو دم کرانے کے لئے کھڑے ہوتے تھے اور کئی چیزیں ہندو بیچنے کے لئے بھی آئے ہوتے تھے اس لئے پہچان لئے جانے کا خطرہ تھا اس خطرے سے بچنے کے لئے مولانا رضوان صاحب میرے لئے جعلی داڑھی اور مونچھیں لائے اور مجھے لگا دیں۔ علی گڑھ کا کرتا پاجامہ اور کھڑی ٹوپی پہنی مولانا صاحب نے شیروانی بھی دی آنکھوں پر لگانے کے لئے چشمہ بھی دیا اس طرح حلیہ بدل کر میں مولانا کے ساتھ مسجد میں آیا میری شکل کسی بہت بڑے عالم کی طرح لگ رہی تھی۔

میں نماز کی عملی ترکیب سے آگاہ نہیں تھا جب امام صاحب دو فرضوں کے لئے کھڑے ہوتے تو میں بھی کھڑا ہو گیا سجدے میں گیا تو داڑھی گر پڑی میں نے مونچھیں بھی اتار کر جیب میں ڈال لیں دوسرے سجدے میں اتر گئی نماز سے فارغ ہو کر لوگ میری طرف تعجب سے دیکھنے لگے میں اس صورت حال سے گھبرا گیا مولانا رضوان صاحب نے تسلی دی وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ رام چندر ولد جیا داس مسلمان ہو گیا ہے ابھی کسی ہندو کو اس کے مسلمان ہونے کا علم نہیں اس لئے آپ بھی اسے خفیہ رکھیں۔ اس کے بعد انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ رام چندر کو جس کا نام محمد علی ہے دہلی بھیج دیا جائے تاکہ وہاں ہندوؤں کے ظلم و ستم سے بچ کر تعلیم حاصل کر سکے یہ اعلان مسجد کے اندر کیا گیا اس لئے دروازے کے باہر کھڑے لوگوں کو یہ آواز سنائی نہیں دے سکتی تھی۔ نمازیوں نے یہ سن کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور بہت خوش ہوئے مجھے مبارکباد دی اور سب نے میرے لئے استقامت کی دعا کی۔

اتفاق سے اسی جمعہ کو میری دادی بیمار تھی وہ بھی دم کرانے مسجد کے دروازے پر آئی ہوئی تھی میں مسجد سے باہر نکلنے لگا واس نے مجھے پہچان لیا اور چیخ کر پوچھا:

"تو مسجد سے آ رہا ہے؟"

"ہاں دادی اماں! میں مسلمان ہو گیا ہوں!"

یہ سننا تھا کہ اس نے میرے منہ پر زور کا تھپڑ رسید کیا برا بھلا کہنے لگی شور مچا دیا اور چیخ چیخ کر ہندوؤں کو پکارنا شروع کر دیا یہ چیخ پکار سن کر ارد گرد سے ہندو اور مسلمان اکٹھے ہو گئے مسلمان تو خوش تھے جبکہ ہندوؤں کے چہروں پر غیظ اور غضب دیکھنے والا تھا یہ صورت حال دیکھ کر میں پریشان ہو گیا اور دل ہی دل میں اللہ سے مدد مانگنے لگا اور دعائیں کرنے لگا۔

ہندو بڑے چالاک اور مکار تھے وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کی موجودگی میں مجھے نہیں پکڑ سکتے اس لئے پولیس کو بلا لائے، پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا اور گھسیٹ کر تھانے میں لے گئی میرے ایمان کی آزمائش کا دور یہاں سے شروع ہو گیا۔

بقیہ	دو شہید

کی سزائے موت برقرار رکھی۔ اس طرح یہ مرد مجاہد شہادت سے سرخرو ہو گیا۔ پنڈت ہری چند نے کیا خوب کہا تھا۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مر جاتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ کس نے موت کو مسیحا کر دیا!!

۱۹۲۳ء میں ہسپتال روڈ لاہور کے ایک کتب فروش راجپال نے کذب و افتراء سے بھرپور کتاب شائع کی تو عدالت نے فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے الزام میں راجپال کو ۲ سال قید با مشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ مگر پنجاب ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سر شادی لال نے ملعون کو بری کر دیا ۲۶ ستمبر ۱۹۲۷ء کو خدا بخش نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا مگر ناکام رہا۔ خدا بخش کو اقدام قتل کے الزام میں سات سال کی قید ہو گئی ۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو عبدالعزیز نے حملہ کر کے راجپال کو مارنا چاہا مگر بے سود عدالت نے اسے ۱۴ سال کی سزا دی ۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو غازی علم الدین نے کامیاب حملہ کیا اور راجپال کو جہنم میں پہنچا دیا۔ عدالت نے غازی علم الدین شہید کو سزائے موت کی سزا سنائی۔

بقیہ	مقبول بننے کا طریقہ

اقرار ہی تو ساری رفعتوں اور سربلندیوں کا ذریعہ ہے۔ فارسی کے مشہور صوفی شاعر خاقانی نے کیا خوب کہا ہے ؎

پس از سی سال ایں نکتہ محقق شد بہ خاقانی
کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

"سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم"

؎ سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے
پاسباں ہے اک وہی باقی بتان آذری

اللہ تعالیٰ ذوق عبادت سے سب کو بہرہ ور فرمائے (آمین)

حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانیؒ

فتنۂ قادیانیت

تحریر:- جناب محمد باقر جامعی، بہاولپور

ریاست بہاولپور کے مشہور بزرگ حضرت غلام فرید صاحبؒ سلسلہ چشتیہ کے مشائخ میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے وہ عالم عابد، محدث صوفی اور سرائیکی زبان کے بہت بڑے شاعر تھے مگر ان کی شاعرانہ حیثیت نے ان کی دوسری حیثیتوں کو اس طرح دبا لیا ہے کہ اب وہ عام لوگوں میں ایک شاعر کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ وہ بہت بڑے شاعر تھے اور اپنی زبان میں نہایت عمدہ اشعار کہتے تھے ان کے کلام میں اخلاقی مضامین کے ساتھ ساتھ صوفیانہ خیالات کی چاشنی بھی ہے۔ وہ شیخ ابن عربیؒ کے فلسفۂ تصوف اور نظریۂ وحدۃ الوجود کے زبردست مبلغ تھے اور فلسفیانہ خیالات کو نہایت سلیقے سے شعر کے سانچے میں ڈھالتے ہیں مگر اس وقت تک ان کی زندگی کے کئی اہم گوشے عام لوگوں کی نگاہوں کے سامنے نہیں ہیں۔ بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں کہ وہ سیدنا فاروق اعظمؓ کی اولاد میں سے تھے۔ ان کے خاندان کے مورث اعلیٰ عیسیٰ بن مالکؒ جو ناصر بن عبداللہ کے پڑپوتے تھے عرب سے چل کر ہندوستان آئے اور سندھ کے مشہور شہر ٹھٹھہ کے قریب ایک گاؤں میں آباد ہو گئے پھر کئی پشتوں کے قیام کے بعد اس خاندان کے ایک بزرگ مخدوم محمد شریف سندھ سے نکل کر ملتان جا پہنچے اور کافی عرصہ ملتان کے مضافات میں رہنے کے بعد اپنے ایک مرید محمن خاں کے اصرار پر کوٹ مٹھن شریف لے گئے اور پھر ہمیشہ کے لئے وہیں کے ہو رہے۔ خواجہ صاحبؒ کا خاندان کئی پشتوں سے علم و روحانیت کا مرکز چلا آرہا ہے۔

آپ کے خاندان میں بڑے بڑے مفسر محدث اور فقیہ پیدا ہوئے آپ کے پردادا قاضی محمد عاقل علمائے ہند میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے وہ حضرت خواجہ فخر الدین دہلوی اور خواجہ نور محمد مہاروی کے تلامذہ میں سے تھے تمام عمر تعلیم و تدریس میں گزری ہندوستان کے آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر مرحومؒ بھی آپ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور اپنے اشعار میں اس کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ ایک شعر میں کہتے ہیں سو

دل فدا کرتے ہیں نام فخرِ دیں پہ اے ظفرؔ
ہم ہیں حاملؔ ربطِ عاقلؔ سے دل گشتہ ہیں ہم

خواجہ صاحبؒ نے بھی دینی تعلیم حاصل کرنے کیلئے اپنے وقت کے بڑے بڑے استادوں کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے ان کے ابتدائی استاد مولانا احمد یار مرحومؒ اور مولانا قائم الدین تھے حدیث کی کتابیں شروع ہوئیں تو کئی اسباق ان کے بڑے بھائی حضرت مولانا غلام فخر الدینؒ نے کئے۔ جب آپ کتابوں کی تکمیل کر چکے تو خاندانی روایت کے مطابق تدریس علوم میں مشغول ہو گئے تدریس کے بعد عام ملنے والے جمع ہو جاتے تو آپ اصلاح باطن کے لیے ان کو بہت کچھ بتاتے کبھی کسی آیت کی تفسیر اور کسی حدیث کی تشریح کر دیتے کبھی صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات سناتے کبھی مسائل تصوف چھیڑ دیتے اور تزکیۂ نفس کے طریقے بتاتے کبھی بزرگان دین کی کرامات اور اتباع سنت کے واقعات سناتے خواجہ صاحبؒ مجلس میں جو کچھ ارشاد کرتے لوگ اسے بڑی دلچسپی اور شوق سے سنتے مگر یہ ارشادات قلمبند ہونے سے رہ جاتے اس بات کا احساس کرتے ہوئے ایک دن مولوی رکن الدین صاحب نے آپ سے عرض کیا حضور مجھے ملفوظات قلمبند کرنے کی اجازت دیجئے تاکہ یہ ہمیشہ کے لیے محفوظ رہ جائیں۔ حضرت کے اجازت دینے پر وہ قلم دوات لے کر پاس بیٹھ جاتے اور خاص خاص باتیں لکھتے جاتے مولوی صاحب کے ساتھ اُن کے ایک دوست غلام احمد اختر بھی خواجہ صاحب کی مجلس میں آتے یہ اُوچ شریف کے رہنے والے تھے فارسی کے بہت اچھے شاعر اور پڑھے لکھے آدمی تھے مگر تھے قادیانی جب خواجہ صاحب کی مجلس میں حاضر ہوتے تو مختلف دینی مسائل پر ان سے گفتگو کرتے کبھی کبھی مرزا غلام قادیانی کا ذکر بھی چھیڑ دیتے اور اس کے تبلیغی کاموں اور مناظروں کی تفصیل سناتے وہ چاہتے تھے کہ خواجہ صاحب بہت بڑے عالم بزرگ اور مسلمانوں کے روحانی پیشوا ہیں اگر یہ مرزا کے کسی دعوے کی تصدیق کر دیں گے یا اس کی تعریف میں ایک آدھ کلمہ بھی کہہ دیں گے تو اس سے نہ صرف قادیانیت کو تقویت ملے گی بلکہ مسلمانوں کے دلوں میں مرزا کے خلاف جو شدید نفرت پائی جاتی ہے وہ بھی کم ہو جائے گی چنانچہ اس نے خواجہ صاحبؒ کی طرف سے مرزا غلام قادیانی کے نام عربی میں ایک خط لکھا جس کی عبارت میں اس قسم کے فقرے شامل کئے ”میں آپ کے تبلیغی کاموں سے بہت خوش ہوں اور آپ کے لیے دعا کرتا ہوں آپ اللہ کے نیک بندوں میں سے ہیں۔ آخر میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بالخیر کر دے“ اس خط پر اس نے خواجہ صاحب کے دستخط کرائے اور مولوی رکن الدین سے مہر لگوا کے مرزا کے پاس بھیج دیا۔ مرزا نے جب کھول کر پڑھا تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے فوراً خواجہ صاحب کا شکریہ ادا کرنے اور ان کو اپنے تبلیغی کاموں کی تفصیل بتانے کے لیے خط لکھا جو غلام احمد اختر قادیانی نے ان کو پڑھ کر سنائے اس کے بعد مرزا کے دو خط اور بھی موصول ہوئے جو پڑھ کر سنائے گئے یہ خطوط مولوی رکن الدین نے اپنے دوست کے اصرار پر خواجہ صاحب کے ملفوظات میں شامل کر دیے اور کتاب اشاعت کے لیے آگرہ بھجوا دی جب یہ کتاب اشارات فریدی کے نام سے چھپ کر منظر عام پر آئی تو اس کے تیسرے حصے میں خواجہ صاحب کا خط اور مرزا کے تینوں خطوط شامل تھے جب آپ کے صاحبزادے خواجہ محمد بخش صاحب نازک نے یہ خطوط پڑھے تو غصے سے لال پیلے ہو گئے اور فرمایا یہ خطوط کتاب سے نکال دیے جائیں میرے والد اور خاندان میں سے کسی کے یہ عقائد نہیں ہیں ہم سب مرزا کے باطل مذہب کے منکر ہیں اسی طرح جب خواجہ غوث محمد صاحب سجادہ نشین سیدال شریف سے ایک خط کے ذریعے ان خطوط کے بارہ میں استفسار کیا گیا تو آپ نے جواب میں تحریر فرمایا

خواجہ صاحب نے مرزا کو من عباد اللہ الصالحین لکھا مگر بعد میں جب اس کے عقائد فاسدہ طشت از بام ہوئے تو علامہ صاحب موصوف فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے غلطی سے لکھا ہے یہ تو کافر ہے

مولانا چندووڑہ بیت پوری اور مولانا محمد حامد شیدا لنوی جو اکابر علماء میں سے تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے بارہا خواجہ صاحب کی زبان سے یہ سنا کہ یہ تو کافر ہے ہم بھی اسے کافر کہتے ہیں۔

ماہنامہ الفرید ۱۹۸۳ء

سوچنے کی بات ہے اگر خواجہ صاحب کے مرزا غلام قادیانی سے ذاتی نوعیت کے تعلقات ہوتے یا وہ اس کے علم و فضل اور اخلاق و اوصاف سے متاثر ہوتے یا اس کے تبلیغی کاموں کی تعریف کسی معتبر آدمی سے سنتے تو ضرور اپنی مجالس میں اس کی دینی خدمات کا ذکر کرتے اور ان کے مریدین اور خلفاء ان کے منہ سے مرزا کی تعریف سُن کر اس کے گرویدہ ہو جاتے اور اپنے اپنے حلقوں میں اس سے عقیدت کا اظہار کرتے رہتے مگر یہاں تو معاملہ بالکل برعکس ہے ان کے تمام مریدین مرزا کو کافر مرتد دجال اور مسیلمۂ وقت کے ناموں سے یاد کرتے ہیں مرزائیوں نے اپنے مطلب کے لیے خواجہ صاحب کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دیئے۔ ان کے جذب و ولایت اور کشف و کرامت کے خوب چرچے کیے اور مرزا سے ان کے تعلق ظاہر کرنے کے لیے کئی جھوٹے اور من گھڑت واقعات شائع کیے مگر خواجہ صاحب کے کسی ایک فقرے سے یہ ثابت نہ کر سکے کہ انہوں نے مرزا غلام قادیانی کے کسی دعوے کی تصدیق کی ہے اس کا اعتراف شہادت فریدی کے قادیانی مولف کو بھی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

”آپ کے (خواجہ صاحب) خدا رسیدہ اور صادق و دلسوز ہونے کا یہی نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنے وقت کے امام کی شناخت کر لی“۔

مرزا غلام قادیانی کی تکذیب میں خواجہ صاحب کا واقعہ بھی پوری شد و مد سے پیش کیا جا سکتا ہے جو اشارات فریدی کی جلد سوم میں ہے کہ ایک روز مجلس میں باتیں کرتے ہوئے کہنے لگے کہ مرزا غلام قادیانی نے پادری آتھم کے بارے میں جو پیش گوئی کی تھی کہ وہ ایک سال کے اندر مر جائیگا غلط ثابت ہوئی پھر فرمایا جب میں نے حکیم نور الدین سے اس کا ذکر کیا کہ پادری آتھم کے بارے میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی غلط ثابت ہوئی ہے تو وہ کہنے لگے کہ ہم لوگوں کا مرزا کے حق میں ایسا اعتقاد نہیں ہے جو پیش گوئیوں کے غلط ثابت ہو جانے سے ختم ہو جائے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ اہم ہے مرزا غلام قادیانی کی کتاب انجام آتھم کے اس اقتباس کو حاصل ہے جو جج محمد اکرم مرحوم نے مقدمہ مرزائیہ بہاولپور کا فیصلہ لکھتے وقت نقل کیا ہے کہ مرزا قادیانی انجام آتھم کے صفحہ نمبر ۶۹ پر لکھتا ہے:۔

”اب ہم ان مولوی صاحبان کے نام ذیل میں لکھتے ہیں کہ جن میں سے بعض تو اس عاجز کو کافر کہتے ہیں اور مفتری بھی بعض کافر کہنے سے سکوت اختیار کرتے ہیں مگر مفتری کذاب اور دجال نام رکھتے ہیں بہرحال یہ مکفرین اور مکذبین مباہلہ کے لیے بلائے گئے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سجادہ نشین بھی ہیں جو میرے مکفر اور مکذب ہیں اس کے ساتھ علماء اور مشائخ کی فہرست دی ہے جس میں دوسرے مشائخ کے ساتھ خواجہ صاحب کا نام یوں درج ہے۔

میاں غلام فرید صاحب چشتی چاچڑاں علاقہ بہاولپور

حضور اکرمؐ کی ختم نبوت کے بارے میں خواجہ صاحب کا وہی عقیدہ تھا جو ۱۴ سو سال سے تمام مسلمانوں کا متفقہ چلا آرہا ہے جس نبوت کے بارے میں کتاب و سنت نے صاف صاف یہ کہہ دیا ہے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکی ہے اب ان کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا اور قتل کا سزاوار ہے تو ایک ایسا شخص جو کتاب و سنت کے مطالب پر گہری نظر رکھتا ہو اور وعظ و ارشاد سے ہزاروں آدمیوں کے دل بدل چکا ہو اس مسلمہ عقیدے سے کیسے انحراف کر سکتا ہے ختم نبوت کے بارے میں خواجہ صاحبؒ جو کچھ ارشاد فرمایا وہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ اس میں ابہام کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا فوائد فریدیہ میں فرماتے ہیں:۔

ختم المرسلین سید النبیین محبوب اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ و سلامہٗ علیہ کہ افضل از تمام انبیاء است بسبب ایجاد او شان و تمام عالم است و حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام در وجود و ظہور بعد تمام انبیاء است کہ پس ایشان حکم رسالت محو گشت و حکم ولایت صادر۔

(فوائد فریدیہ ص۱۳)

مرزا غلام قادیانی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بارے میں جو عقیدہ ظاہر کیا تھا وہ کتاب و سنت کی تصریحات اور مسلمانوں کے اجماعی عقیدے کے بالکل خلاف تھا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان پر نہیں اٹھائے گئے تھے بلکہ وہ طبعی موت مر کر زمین میں دفن ہو گئے تھے اب ان کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ آسمان سے اتر کر زمین پر آئیں گے اور جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ قیامت سے پہلے اپنے وقت پر ظاہر ہوں گے اور کئی امور انجام دیں گے وہ میں ہوں مگر خواجہ صاحب نے مسیح علیہ السلام کی آمد کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ مرزا کے اقوال کی تکذیب کرتا ہے اور ان روایات کے مطابق ہے جو نزول مسیح کے بارے میں کتب احادیث میں آئی ہیں۔

بدانکہ در زمان دجال پلید ظہور حضرت عیسٰی
علیہ السلام خواہد شد و آں پلید را خواہد کشت و
بر سلطنت حضرت عیسٰی علیہ السلام خواہد نشست
و تابع دین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خواہد شد۔ (فوائد فریدیہ)

خواجہ صاحب صاف صاف فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام دجال پلید کے زمانے میں آئیں گے وہ دجال کو قتل کریں گے حکومت کریں گے وہ کوئی نیا دین لے کر نہیں آئیں گے بلکہ شریعت محمدیؐ کے تابع ہوں گے یہی عقیدہ قرآن و احادیث سے ثابت ہے اور شروع سے اب تک امت کے تمام مسلمانوں کا چلا آرہا ہے مگر مرزا قادیانی کے عقیدے میں اس کی ایک بات بھی نہیں پائی جاتی۔

مرزا غلام قادیانی کے دعوے میں ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ میں مہدی آخر الزمان ہوں اس کی دلیل شیخ علی حمزہ کی کتاب جواہر الاسلام کی یہ روایت ہے۔

قال النبی یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا
کرعہ یصدقہ اللہ تعالیٰ و یجمع اصحابہ من
اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث
مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ
مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ
باسمائھم وبلادھم وخلالھم۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کرعہ ہے خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کی تعداد اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ۳۱۳ ہوگی اس کے پاس ایک مطبوعہ صحیفہ ہوگا جس

میں ان دونوں کے نام وطن اور خصائل مرقوم ہوں گے۔

اس روایت کے نقل کرنے کے بعد مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ کرعہ قادیان کا معرب ہے اور اس سے مراد میرا گاؤں ہے۔

یہ نہ حدیث ہے اور نہ کسی حدیث کی کتاب میں پائی جاتی ہے مگر مرزا غلام قادیانی نے ایک جھوٹی بات کو حضور کی طرف منسوب کر کے حدیث بنا دیا ہے حالانکہ اس کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ یہ کسی کذاب کی وضع کی ہوئی ہے امام مہدی کے ظہور اور علامات کے بارے میں جو روایت آئی ہیں وہ ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، مسند احمد، حاکم، طبرانی اور مسند یعلیٰ میں پائی جاتی ہیں ان روایتوں میں ظہور مہدی اور ان کی نشانیوں کے بارے میں کافی تفصیل بتائی گئی ہیں مثلاً یہ کہ وہ اولاد فاطمہؓ میں سے ہوں گے، ان کا چہرہ حضورؐ کے چہرے سے مشابہ ہوگا ان کا نام محمد والد کا نام عبداللہؒ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا وہ مدینہ میں ظاہر ہوں گے پھر مکہ تشریف لے جائیں گے خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے کہ مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گی۔ بیعت کے وقت آسمان سے یہ آواز سنی جائے گی۔

ھذا خلیفۃ اللہ المھدی فاستمعوا لہ واطیعوا، اس عبارت کو پڑھ کر ذرا غور کیجئے کہ مرزا غلام قادیانی میں ان نشانیوں میں سے کوئی ایک نشانی بھی نہیں پائی جاتی ہے اس کے باوجود وہ پوری ڈھٹائی سے یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں مہدی آخرالزماں ہوں۔

خواجہ صاحب نے ظہور مہدی کے بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ مرزا غلام قادیانی کے کذب و افتراء کے بالکل خلاف اور ان روایات کے مطابق ہے جو مہدی کے بارے میں مختلف کتب احادیث میں آئی ہیں۔

چنانچہ فوائد فریدیہ میں فرماتے ہیں۔

بدانکہ علامات قیامت کہ آمدنی اوواز واجبات است و منکر آں کافر است بسیار اند کہ بحدیث شریف ثبوت یافتہ ازاں ظہور مہدی کہ امام اولیا خواہد شد قدر ہفت سال بر سلطنت بگذرانی میباشد و اکثر خلق را مطیع الاسلام گرداند۔ صد ۲۵

اشارات فریدی میں ہے کہ ایک روز امام مہدی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے کہ ایک فرقہ اس روایت لا مھدی الا عیسیٰ ابن مریم کے تحت یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہیں مگر یہ روایت بغایت ضعیف ہے حضرت محمدؐ سے جو متواتر احادیث اس بارے میں منقول ہیں ان میں ہے کہ مہدی اولاد فاطمہؓ میں سے ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے اُمت کے تمام بزرگوں کا اس پر اتفاق ہے۔

ملفوظات کی اسی کتاب ارشادات فریدی میں ایک دوسری جگہ پر ہے۔

کہ خواجہ صاحب مجلس میں تشریف رکھتے تھے کسی نے امام مہدی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا شیعوں کے نزدیک مہدی آخرالزمان ان کے بارہویں امام محمد ابن الحسن العسکری ہیں جو دشمنوں کے خوف سے غار میں چھپ گئے تھے اب وہ اپنے مقررہ وقت پر امام مہدی بن کر ظاہر ہوں گے مگر اہل سنت والجماعت کہتے ہیں کہ احادیث میں جس مہدی کے ظہور کی خبر دی گئی ہے وہ کسی غار میں چھپا ہوا نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وقت پر اولاد فاطمہؓ میں پیدا ہوگا اور دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا پھر کہنے لگے فقیر کی یہ رائے ہے کہ فرقہ امامیہ کے آخری امام ابوالقاسم بطریق بروز آل فاطمہؓ میں پیدا ہوں گے۔ پھر فرمانے لگے تناسخ اور بروز میں بہت فرق ہے۔ بروز یہ ہے۔

البروز ان یفیض روح من ارواح الکمل علی کامل کما یفیض علیہ التجلیات و ھو یصیر مظھرہ۔ بروز کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا کہ شیخ ابن عربیؒ در فتوحات مکی گفتہ کہ حضرت ادریس علیہ السلام و حضرت الیاس علیہ السلام یکے است زیرا آنکہ روح پاک حضرت ادریس علیہ السلام از بدن مثالی مفارقت کردہ در جسد عنصری حضرت الیاس علیہ السلام بروز کردہ است۔

(اشارات فریدی صد۱۱ ، حصہ سوم)

اخبار ختم نبوت

ربوہ ٹی آئی ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کو تبدیل کیا جائے۔

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے پانچ سنی مسلمان اساتذہ کو گورنمنٹ ٹی آئی ہائی سکول ربوہ میں ڈیوٹی پر حاضر کرانے کے بارے میں ہیڈ ماسٹر کو احکام جاری کرنے پر صوبائی وزیر تعلیم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کے مستحسن اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اس ضمن میں ڈائریکٹر سکولز فیصل آباد ڈویژن فیصل آباد کے حکم کی تعمیل نہ کرنے پر ہیڈ ماسٹر کو فوری طور پر تبدیل کیا جائے انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس نے وزیراعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف اور سیکریٹری تعلیم پنجاب سے بھی مطالبہ کیا تھا کہ مرزائیوں کی ملی بھگت سے ربوہ میں سُنی مسلمان اساتذہ کو پریشان کرنے اور سکول میں ڈیوٹی پر حاضر نہ ہونے دینے پر ہیڈ ماسٹر فیض خان بلوچ کو معطل کیا جائے اور سرکاری سکول میں اس ہیڈ ماسٹر کی اجارہ داری فوری طور پر ختم کر دی جائے جس پر وزیر تعلیم پنجاب نے ڈائریکٹر سکولز فیصل آباد کو احکام جاری کئے ہیں کہ ان پانچ سُنی مسلمان اساتذہ مرزا محمد اسلم۔ ملک محمد اسلم قادری عطاء اللہ۔ ملک بشیر احمد اور محمد نواز کو فوری طور پر ربوہ ٹی آئی سکول میں جائن کرایا جائے اس سلسلہ میں ڈائریکٹر نے ہیڈ ماسٹر کو ضروری احکام جاری کر دیے ہیں۔

نام نہاد انسانی حقوق کمیشن کے مطالبے کی مذمت

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی کے بارے میں نافذ صدارتی آرڈیننس واپس لینے کے متعلق نام نہاد انسانی حقوق کمیشن برائے پاکستان کے مطالبہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مرتد کی شرعی سزا قتل کا قانون اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق جلد نافذ کیا جائے اور انسانی حقوق کمیشن جس میں زیادہ تر قادیانی غیر مسلم ہیں پاکستان میں کام کرنے پر پابندی لگائی جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانان پاکستان اور عالم اسلام کے مطالبہ پر مرزائیوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اور عالمی مجلس کی تیسری تحریک پر ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع

قادیانیت آرڈیننس نافذ کر کے قادیانیوں کو اسلامی شعائر استعمال کرنے اور خود کو مسلمان کہنے اور لکھنے پر قانونی پابندی لگا دی تھی۔ جس کی خلاف ورزی پر تین سال سزا اور جرمانہ مقرر کی گئی تھی جس سے ڈر کر قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر خفیہ طور پر لندن بھاگ گیا تھا اور وہاں اسلام اور پاکستان کے خلاف زہر اگل رہا ہے اور ربوہ کی قادیانی جماعت اور فرقان فورس نیا نام خدام الاحمدیہ کے ذریعے ملک میں تخریب کاری، دہشت گردی، بدامنی، مذہبی و مسلکی منافرت پھیلا رہے ہیں جبکہ گزشتہ سال قادیانیوں نے چک نمبر ۹۲ گ ب ننکانہ اور چک سکندر میں مسلمانوں کو شہید اور زخمی کیا تھا۔

عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کیلئے ہر اُمتی اپنا کردار ادا کرے

مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوششیں کامیاب رہینگی جشن فتح مباہلہ کے جلسے سے مقررین کا خطاب

لندن ۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اتوار کو ڈیمبلڈن مسجد لندن میں عظیم الشان جلسہ بسلسلہ جشن فتح مباہلہ منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں علماء اسلام اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ جلسہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا منظور احمد الحسینی نے کہا کہ آج سے ایک سو سال قبل ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو مرزا غلام قادیانی نے مولانا عبدالحق غزنوی کے ساتھ عیدگاہ امرتسر کے میدان میں روبرو مباہلہ کیا تھا جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی تھی آج ٹھیک سو سال بعد یہ جلسہ اسی عظیم الشان فتح کی یاد میں منایا جا رہا ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ مغربی افریقہ کے ایک ملک مالی میں چند ماہ قبل ۴۰ ہزار قادیانی قادیانیت چھوڑ چکے ہیں۔ جیمین محمود محمودہ نے چند خطوط دکھاتے ہوئے کہا کہ میرا قادیانیوں کے یہاں بڑا مقام تھا مگر جب میں نے علماء اسلام کا لٹریچر پڑھا تو مجھ پر حق واضح ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ میں نے اسلام اختیار کر لیا انہوں نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوششیں ایک دن ضرور رنگ لا کر رہیں گی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ اردن اور دوسرے اسلامی ممالک میں تمام قادیانی قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں۔ مولانا بلال جمیل نے کہا کہ اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت مہدی ضرور تشریف لائیں گے۔ مدینہ منورہ میں آپ کی پیدائش و تربیت ہوگی مکہ مکرمہ میں بیعت خلافت ہوگی اور بیت المقدس آپ کی ہجرت گاہ ہوگی۔ آپ کو غلبہ اقتدار حاصل ہوگا۔ کانا دجال آپ کے زمانے میں آئے گا اور حضرت عیسیٰ کی آسمان سے تشریف آوری آپ کے زمانے میں ہوگی۔ آپ ابھی تک تشریف نہیں لائے جو اس قسم کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے مولانا قاری محمد طیب عباسی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے اس عقیدے کی حفاظت کے لیے ہر امتی کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ مولانا مفتی محمد اسماعیل نے کہا کہ تاتاریوں کے زمانے میں ایک مہینے میں بغداد میں لاکھوں مسلمان شہید کر دیئے گئے اور بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔ مگر ایک مسلمان بھی اس وقت کفر قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوا۔ انہوں نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج دھوکہ، جھوٹ اور ہر طرح کے لالچ سے مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ جلسہ جشن مباہلہ ۸ بجے تک جاری رہا۔

ٹی آئی کالج ربوہ کے پروفیسر کو تبدیل کیا جائے مولوی نذیر محمد

فیصل آباد۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولانا نذیر محمد نے قادیانی میر محمود احمد ربوہ اور اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات گورنمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ پروفیسر منور شمیم خالد کے خلاف تھانہ ربوہ میں درج مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸ سی اور ۲۹۸ بی میں تعزیرات پاکستان میں عبوری ضمانتیں منسوخ کر کے انہیں جوڈیشل جیل بھیجنے پر چنیوٹ کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج چوہدری محمد مسعود اختر خان کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے صوبائی وزیر تعلیم اور سیکرٹری تعلیم پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ اسلام اور پاکستان کی سالمیت کے خلاف ۲۵ مارچ کو ربوہ میں قادیانی مجلس مشاورت میں تقریر کرنے پر منور شمیم خالد کو سرکاری ملازمت سے برطرف کیا جائے اور ربوہ ٹی آئی کالج میں قادیانی پروفیسروں کی بڑھتی ہوئی غیر قانونی سرگرمیوں کی روک تھام کے لیے ان کو ربوہ سے تبدیل کیا جائے اسی طرح مسلمان پرنسپل کالج کو ہدایت کی جائے کہ وہ قادیانی شرپسند پروفیسروں کی حمایت بند کرے انہوں نے ڈی ایس پی لیگل جھنگ اور اے ایس پی چنیوٹ سے بھی مطالبہ کیا ہے کہ ایف آئی آر نمبر ۱۳۵ ریکم مئی ۱۹۹۰ء میں ۲۹۸ بی ۲۹۸ سی درج ہے۔ جیسا کہ ڈی ایس پی لیگل جھنگ کی رپورٹ میں ۲۹۸ اے ۲۹۸ بی ۲۹۸ سی درج ہے اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے پر ایف آئی آر میں ۲۹۵ سی کا بھی اضافہ کیا جائے جبکہ عالمی مجلس کی تحریک پر ۲۵ مارچ کے بعد یکم مئی ۱۹۹۰ء کو ربوہ تھانہ میں پرچہ درج کیا گیا تھا۔

جھکڑ کے غیرت مند مسلمان نے دو مسلمانوں کیساتھ آنے والے قادیانی کو اپنی دکان سے اس لئے نکال دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ ہے

جھکڑ (نمائندہ ختم نبوت) تین گلاس لسی، انہیں دو ملیں گے ہم تین آدمی ہیں۔ آپ سے تین گلاس مانگے ہیں۔ میں تم کو تو اپنے کولڈ ڈرنک کے برتنوں میں لسی پلا سکتا ہوں۔ لیکن اس تیسرے اللہ و نبی کے دشمن قادیانی کو اپنے کاروبار کے برتن ناپاک نہیں کرنے دوں گا۔ الفاظ کا تبادلہ عباس چوک میں دو گاہکوں اور انصاری کولڈ ڈرنگ کے مالک حافظ ارشاد کے درمیان ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ جھکڑ کا ایک مسلمان انصاری کولڈ ڈرنک پر بیٹھا تھا کہ جھکڑ کا مشہور قادیانی

باقی صـــ پر

ایک ملین ڈالر کی رقم نسیم احمد کے سپرد کر دی گئی ؟

اسلام آباد (آزاد رپورٹ) ذمہ دار ذرائع نے بتایا ہے کہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے سفیر مسٹر نسیم احمد کو وفاقی حکومت نے ایک ملین ڈالر کی رقم ایک خصوصی مقصد کے لیے عطا کی ہے۔ مسٹر نسیم احمد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ پبلک ریلیشن اور سفارتی سطح پر تعلقات کو بہتر سے بہتر بنانے کے معاملے میں اپنے آپ کو خصوصی ماہر سمجھتے ہیں۔ اور یہ رقم غالباً وہ امریکہ میں اسی مقصد کیلئے استعمال کریں گے کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل آج تک پاکستان نے اپنے کسی بھی سفارتی مشن کے سربراہ کو اتنی بھاری رقم عطا نہیں کی۔

(ہفت روزہ آزاد لندن ۱۶ رجون ۱۹۹۰ء)

حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر
کشمیر میں نہیں

جب میں بعض حصہ پہاڑ کے نیچے اترنے لگا۔ تو بوجہ سنگینی کی وجہ سے ایک پتھر کو میں نے پھینک دیا۔ اور دوسرے کو لے کر نیچے اترا۔ اور پھر میں نے سریانی لوگوں کے آگے اس کو پیش کیا کہ کیا وہ پڑھ سکتے ہیں۔ مگر وہ اس کی تحریر کو نہ سمجھ سکے۔ پھر میں نے زبور کے جاننے والوں کے آگے اس کو پیش کیا جو ملک میں رہتے تھے۔ اور جو لکھنا جانتے تھے۔ مگر وہ بھی اس کی تحریر کو نہ پہچان سکے۔ تو جب مجھے کوئی شخص بھی اس کے پہچاننے والا نہ ملا۔ تو میں نے اس کو ایک صندوق کے نیچے رکھ دیا۔ اور کئی سال تک وہاں پڑا رہا۔ پھر کچھ مدت کے بعد فارسیوں میں سے اہل ... ماہ ہمارے ہاں آئے جو موتی خریدنے آئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تمہارے ہاں بھی کوئی لکھائی ہوتی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہوتی ہے۔ تو میں نے پتھر نکالا۔ ان کے آگے پیش کیا۔ تو اس کو دیکھ کر پڑھنے لگے۔ اور اس پر لکھا ہوا تھا۔ رسول اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی یہ قبر ہے۔ جو ان بلاد کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا تھا اور جب وہ لوگ اس زمانہ میں اس کے پیرو ہو گئے۔ تو ان میں آیا تھا۔ اور ان کے ہاں فوت ہو گیا۔ اور اس کی وفات پر انہوں نے اس کو پہاڑ کی چوٹی پر دفن کر دیا۔ اس روایت سے صرف اس قدر ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گیا۔ خواہ کہیں مر گیا۔"

نوٹ:۔ اخبار الحکم مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۲ء صـ۵ اخبار بدر مورخہ ... ۱۹۰۸ء صـ۶ فاروق مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۹ء صـ۶ رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۳ صفحہ ۲۲، رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ دسمبر ۱۹۱۳ء صـ۱۲۵ کتاب محقق صـ۱۱۸ کتاب نعم الوکیل صـ۴ اور کتاب مرآۃ الحق جلد سوم صـ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ پر بھی یہی روایت پیش کی گئی ہے۔

جواب:۔ اس روایت میں ایک راوی محمد بن اسحق ہے جو جھوٹا ہے۔ دراصل یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ بلکہ موضوع ہے۔ محمد بن اسحق راوی کی نسبت علماء مرزائیہ میں سے مولوی سید سرور شاہ صاحب مقیم قادیان اپنی کتاب "القول المحمود فی شان المحمود" کے صـ۱۲۲ و ۱۲۳، و ۱۲۴ پر لکھتے ہیں۔

"نسائی نے کہا قوی نہیں اور دارقطنی نے کہا اس کے ساتھ حجت نہیں پکڑی جاتی ابو داؤد نے کہا قدری ہے معتزلہ ہے۔ کہا سلیمان تیمی نے کذاب ہے۔ وہب نے کہا سنا میں نے ہشام بن عروہ سے وہ کہتا تھا۔ کذاب ہے۔ وہب نے کہا پوچھا میں نے مالک سے ابن اسحق کے متعلق تو اس نے اس پر تہمت لگائی عبدالرحمن بن مہدی نے کہا۔ یحییٰ بن سعید انصاری اور امام مالک ابن اسحق پر جرح کرتے تھے۔ اور کہا یحییٰ بن آدم نے حدیث بیان کی۔ ہم کو ابن ادریس نے کہا میں مالک کے پاس تھا تو اس کو کہا گیا کہ ابن اسحق کہتا ہے۔ کہ مالک کا علم مجھ پر پیش کرو۔ میں اس کا طبیب ہوں۔ پس مالک نے کہا دیکھو اس دجال کی طرف جو دجالوں میں سے ہے۔ اور یحییٰ نے کہا تعجب ہے ابن اسحق پر حدیث بیان کرتا ہے۔ اہل کتاب سے اور بے رغبتی کرتا ہے۔ شرجیل بن سعید سے اور احمد بن سعید نے کہا کہ یہ باطنی فرقہ سے ہے۔ اور کہا ابن ابی فدیک نے کہ میں نے ابن اسحق کو دیکھا تھا لکھتا ہے اہل کتاب کے آدمی سے بعد امام احمد نے کہا کہ وہ بہت ہی ملانے والا تھا۔ ابو قلابہ الرقاشی نے کہا ہے۔ حدیث بیان کی ابو داؤد سلیمان بن داؤد نے کہا کہ یحییٰ قطان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد بن اسحق کذاب ہے۔ ابو داؤد الطیالسی نے کہا کہ میرے پاس حدیث بیان کی۔ میرے ایک دوست نے کہا میں نے ابن اسحق کو یہ کہتے سنا تھا۔ کہ حدیث بیان کی کہ میرے پاس مضبوط راوی نے پس کہا گیا۔ اس کو کس نے؟ اس نے کہا یعقوب الیہودی نے۔"

(دیکھو کتاب میزان الاعتدال جلد سوم صـ۲۱، ۲۲)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ روایت مندرجہ تاریخ طبری ایک موضوع روایت ہے صحیح نہیں ہے۔ خود حکیم خدا بخش مرزائی اپنی کتاب "عسل مصفیٰ" حصہ اول کے صـ۴۵ پر اس قبر کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"یہ قبر فرضی ہے اور بلاشک فرضی ہے۔"

عسل مصفیٰ حصہ اول میں حکیم صاحب مذکور نے وفات مسیح پر بہت زور دیا ہے۔ اور یہ بات بھی لکھی ہے۔ کہ "حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ملک کشمیر کے شہر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے۔" حالانکہ یہ دونوں باتیں سراسر غلط ہیں۔ قادیانی دلائل کا رد کرتے ہوئے میں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت شہزادہ یوز آسف کی جو قبر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے۔ وہ حضرت یسوع مسیح کی قبر نہیں ہے۔

جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے

الحمد للہ کہ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ میں نے ثابت کر دیا کہ ملک کشمیر سری نگر میں محلہ خانیار میں جو شہزادہ یوز آسف کی قبر ہے۔ وہ حضرت یسوع مسیح ابن مریم کی قبر نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا اپنی کتابوں مثلاً ایام الصلح کشف الغطاء۔ راز حقیقت" "مسیح ہندوستان میں" "نور القرآن" "ست بچن" "تحفہ گولڑویہ" "کشتی نوح" "حقیقۃ الوحی" "ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم" وغیرہ میں یہ لکھنا۔ "کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر شہر سری نگر کے محلہ خانیار میں ہے"۔ صریح جھوٹ ہے۔ اور جھوٹ بولنا سخت گناہ ہے۔ چنانچہ جھوٹ بولنے والے کے بارے میں خود مرزا صاحب یوں لکھتے ہیں۔

(۱) "ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت صـ۲۲۲)

(۲) "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں ہے۔" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صـ۱۹ کا حاشیہ)

(۳) "اے بد ذات لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔" (حقیقۃ الوحی صـ۲۰۶)

(۴) "دروغ گوئی کی زندگی جیسی کوئی لعنتی زندگی نہیں۔" (نزول المسیح صـ۲)

(۵) "جیسے بت پرجا شرک ہے۔ ویسے ہی جھوٹ بولنا شرک ہے۔"

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۵ء صفحہ ۳۰)

(۶) جھوٹ ام الخبائث ہے۔ (تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۲۸)

(۷) جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔

(تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۳۰)

(۸) "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۶)

قادیانی دلیل نمبر ۱۱

مولوی غلام رسول صاحب مرزائی ارشاد فرماتے ہیں

"علاوہ اس کے قرآن کریم کا ارشاد

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم

حضرت مسیح کو حضرت آدم کی مماثلت میں پیش کرنا مماثلت کے ایک پہلو کے لحاظ سے لطیف طور پر اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ جس طرح حضرت آدم کی ہجرت گاہ سرزمین ہند ہوئی اسی طرح مسیح کے لئے بھی ہجرت گاہ سرزمین ہند ہی قرار دی گئی۔ یہ آیت قرآن کریم میں آنحضرت صلعم پر نازل ہوئی جس سے ایک نیا علم آپ کو دیا گیا۔ اور جس میں علاوہ اور مماثلت کے پہلوؤں کے ایک پہلو مماثلت کا یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ مسیح آدم کا اس بات میں بھی مثیل ہے کہ دونوں کی ہجرت گاہ سرزمین ہند بنائی گئی۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب جو مسیح محمدی ہیں۔ اور جو آنحضرت صلعم کے کامل بروز اور کامل مظہر ہونے کی وجہ سے آنحضرت کے جانشین ہیں آپ کا بھی سرزمین ہند میں ظہور فرمانا ہونا مناسب تھا۔ کیا بوجہ اس مرتبہ مماثلت کے جو آپ کو آدم اور مسیح سے ہے اور کیا بوجہ اس کے کہ آنحضرت بمماثلت آدم سرزمین ہند میں ہجرت فرما ہوئے۔ آپکے قائم مقام اور آپ کی نیابت میں ہوکر دونوں طرح کی مماثلت کے مصداق بنے۔"

(رسالہ التنقید صفحہ ۳۱، ۳۲)

قادیانی دلیل کی تردید

(۱) سورۃ آل عمران پارہ سوم کے رکوع ۱۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون"

(ترجمہ) تحقیق مثال حضرت عیسیٰ کی اللہ کے نزدیک مانند حضرت آدم کے ہے۔ کہ اس کو اللہ نے مٹی سے پیدا کیا۔ پھر فرمایا اس کو پس وہ ہو گیا"

نوٹ:۔ نصاریٰ اس بات پر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت جھگڑے کہ عیسیٰ بندہ نہیں اللہ کا بیٹا ہے۔ آخر کہنے لگے کہ وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو تم بتاؤ کس کا بیٹا ہے اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ آدم کو تو نہ ماں نہ باپ۔ عیسیٰ کو باپ نہ ہوا تو کیا عجب

(موضح القرآن صفحہ ۔۔)

بات یہ ہے کہ یہود نامسعود حضرت مریم صدیقہ پر (معاذ اللہ) زناکاری کا الزام و بہتان لگاتے ہیں۔ (پارہ ششم کا رکوع دوسرا + پارہ ۱۶ کا رکوع ۵) اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش بن باپ نہیں مانتے۔ اس کے برخلاف عیسائی حضرت مسیح کو بن باپ مانتے ہوئے ان کو خدا اور خدا کا حقیقی بیٹا مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکیم و علیم نے مندرجہ بالا آیت میں حضرت آدم نبی اللہ علیہ السلام کی مثال دے کر دونوں فرقوں کا رد فرمایا۔ یہود اور نصاریٰ دونوں فرقے بائبل کی رو سے حضرت آدم کی بابت تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے بغیر اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ پس یہود نامسعود کے عذر کو یوں توڑا کہ جب تم خود حضرت آدم کی پیدائش ماں باپ کے بغیر مانتے ہیں تو حضرت مسیح کے بن باپ پیدا کئے جانے میں کیوں شک کرتے ہو۔ نصاریٰ کو یوں جواب دیا کہ اگر حضرت مسیح کو خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا۔ اس جہت سے مانتے ہو کہ وہ بن باپ ہیں۔ تو حضرت آدم کو کیا کہو گے۔ جن کا باپ نہ تھا۔ اور نہ ماں تھی۔ پس جس قادر مطلق نے حضرت آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا کیا تھا۔ اسی قادر مطلق نے حضرت عیسیٰ کو بن باپ پیدا کیا ہے۔

(۲) اس آیت مقدسہ سے مسیح ناصری کے ہندوستان کی طرف آنے پر استدلال کرنا اور مرزا صاحب قادیانی (جو مثیل مسیح ہونے کے مدعی تھے) کے ہند میں پیدا ہونے پر استدلال کرنا سراسر غلط ہے۔ حدیث نبوی مندرجہ کتاب مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۔۔ + کتاب کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰ + کتاب حجج الکرامہ صفحہ ۴۲۳ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم ملک شام میں ہوں گے۔

قادیانی دلیل نمبر ۱۲

" اور لاکھوں انسانوں نے اس جسم کی آنکھ سے دیکھ لیا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔ اور جیسا کہ گلگتہ یعنی سری کے مکان پر حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا تھا۔ ایسا ہی سری کے مکان پر اخیر سری نگر میں ان کی قبر کا ہونا ثابت ہوا۔ یہ عجیب بات ہے کہ دونوں موقعوں میں سری کا لفظ موجود ہے۔ یعنی جہاں حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر کھینچے گئے۔ اس مقام کا نام بھی گلگتا یعنی سری ہے۔ اور جہاں انیسویں صدی کے آخیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ثابت ہوئی۔ اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ گلگت جو کشمیر کے علاقہ میں ہے یہ بھی سری کی طرف ایک اشارہ ہے۔ غالباً یہ شہر حضرت مسیح کے وقت میں بنایا گیا۔ اور واقعہ صلیب کے یادگار مقامی طور پر اس کا نام گلگت یعنی سری رکھا گیا۔"

(مرزا صاحب کی کتاب مسیح ہندوستان میں صفحہ ۵۳)

قادیانی دلیل کی تردید

انجیل متی کے باب ۲۷ کی آیت ۳۳ میں جو لفظ "گلگتا" آیا ہے۔ اس کے معنی ہیں "کھوپری کی جگہ"

(دیکھو انجیل متی معہ مختصر شرح از پادری ای ایم ویری مخت صفحہ ۱۳۹ کا حاشیہ) اور ملک کشمیر کے شہر سری نگر میں جو لفظ "سری" آیا ہے۔ اس سے مراد "کھوپری" نہیں ہے۔ بلکہ یہ نام دو لفظوں سے مرکب ہے "سری" اور "نگر" ہندوؤں کی زبان میں "نگر" سے مراد "آبادی" ہے اور لفظ "سری" ہندوؤں میں تعظیم و تکریم کے موقعہ پر بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہندو لوگ کہا کرتے ہیں۔ سری رام چندر جی، سری لچھمن جی، سری ہنومان جی، سری کرشن جی، سری مہادیو جی، سری گنیش جی۔ سری نارائن جی وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے ہاں کسی بزرگ و نیک کے لئے لفظ "حضرت" استعمال ہوتا ہے۔ اور ہندوؤں میں لفظ "سری"

قادیانی دلیل نمبر ۱۳

" اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ایک سو پچیس برس کی ہوئی ہے۔ اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں۔ کہ کسی نبی میں وہ دونوں جمع نہیں ہوئیں (۱) ایک یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی یعنی ایک سو پچیس برس زندہ رہے (۲) دوم یہ

(جاری ہے)

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

پاکستان کا نصب العین اور اغراض و مقاصد

○ تبلیغ و اشاعتِ اسلام حدیث "ما انا علیہ واصحابی" کی روشنی میں۔
○ اصلاحِ عقائد و اعمال صحابہؓ و تابعینؒ و ائمہ دینؒ کی نشاندہی کے مطابق ○ تربیتِ اخلاق
○ بالخصوص تحفظ عقیدہ ختم نبوت جس کیلئے مندرجہ ذرائع اختیار کیئے گئے ہیں۔

(ا) مبلغین و داعیانِ اسلام کا تقرر۔ (ب) شعبہ نشر و اشاعت (ج) دینی مدارس کا قیام اور انکی تنظیم۔
(د) تعلیمِ بالغاں (ر) تعلیمِ نسواں

الحمد للہ! اس وقت پچاس سے زائد مبلغین اندرونِ ملک و بیرونِ ملک سرگرمِ عمل ہیں اور بیسیوں دینی مدارس قائم ہیں

شرائطِ رکنیت

ہر عاقل و بالغ شخص، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کا رکن بن سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان شرائط کی پابندی کا اقرار کرے۔

(۱) عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے اغراض و مقاصد، نصب العین اور طریقِ کار کو سمجھ لینے کے بعد اس بات کا اقرار کرے کہ مجلس کے دستور کے ساتھ پوری طرح متفق ہے اور اسکے مطابق جماعتی نظام کی پوری طرح پابندی کرنے کیلئے تیار ہے۔ (۲) وہ تمام ایسی رسومات و عادات سے اپنی زندگی کو پاک کرنے کی کوشش کریگا جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہوں۔ (۳) وہ کسی ایسے ادارے یا جماعت کا رکن نہیں بنے گا جس کے عقائد و نظریات اور اصول و مقاصد عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے مقاصد اور طریقِ کار کے خلاف ہوں۔ (۴) وہ نیا سال شروع ہونے پر کم از کم ایک روپیہ مجلس کے بیت المال میں جمع کرائے گا۔ (۵) جو صاحب یکمشت یکصد روپیہ عنایت فرمائیں گے وہ تا زیست عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوت کے رکن متصور ہوں گے۔

رابطہ کیلئے: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون نمبر: ۴۰۹۷۸